ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

دسمبر 2024ء

خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

انسانی جسم میں خلیوں کی تعداد

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

لیڈر عظیم ماؤں کی گود سے تربیت پاتے ہیں

موسم سرما اور صحت عامہ

فتنۂ الحاد اور جدید سائنسی علوم

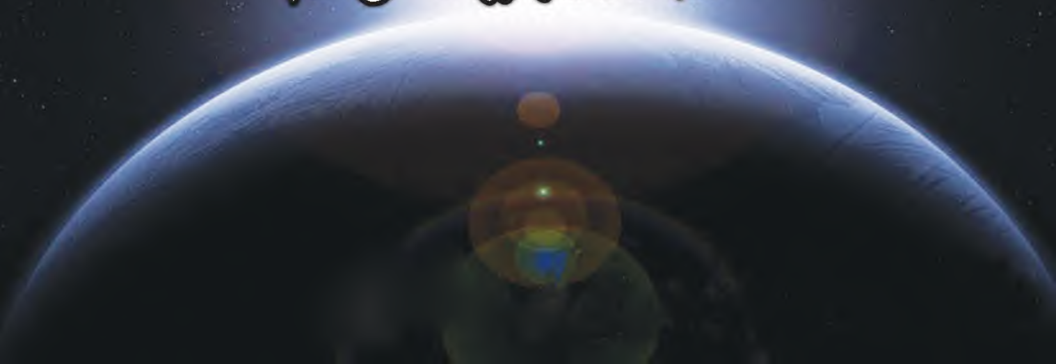

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

چیئرمین سپریم کونسل، ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور مسز فضہ حسین قادری کی ڈپٹی ایڈیٹر دختران اسلام محترمہ نازیہ عبدالستار صاحبہ کے گھر آمد، مرحومہ کے انتقال پر ان کے خاوند اہلِ خانہ سے اظہارِ تعزیت کیا۔ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

ڈپٹی ایڈیٹر محترمہ نازیہ عبدالستار صاحبہ کے ایصالِ ثواب کے لیے جامع شیخ الاسلام میں ’’دعائیہ تقریب‘‘ کا انعقاد، مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی اور محفل کا اہتمام کیا گیا۔

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں
ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور
جلد: 31 شمارہ: 12 / ۱۴۴۶ھ جمادی الثانی / دسمبر 2024ء

زیرِ سرپرستی بیگم رفعت جبین قادری
چیف ایڈیٹر قرۃ العین فاطمہ

فہرس

ادار یہ (تعمیرِ شخصیت میں ماں کا کردار)		06
خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟	مرتبہ: ثناء وحید	08
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ	رپورٹ: خدیجہ بتول	16
پیغامِ تعزیت	ثناء وحید	20
اچھے اور برے لوگوں کی پہچان	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	22
فتنۂ الحاد اور جدید سائنسی علوم	ڈاکٹر فرح ناز	32
لیڈر عظیم ماؤں کی گود سے تربیت پاتے ہیں	سعدیہ کریم	39
ملکی ترقی میں خواتین کا کردار	ڈاکٹر انیلہ مبشر	44
موسمِ سرما اور صحت عامہ	ڈاکٹر راحت جبین	50
فقہی مسائل: خواتین اساتذہ کیلئے پردہ کا حکم؟	دارالافتاء تحریک منہاج القرآن	56
Global Trade:Opportunities and Challanges Explored (Hadia Saqib)		63

ایڈیٹر
ثناء وحید
ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار
مجلس مشاورت
نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ
ڈاکٹر نبیلہ اسحاق، ڈاکٹر شاہدہ مغل
ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز
مسز حلیمہ سعدیہ، مسز راضیہ نوید
سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی
رائٹرز فورم
آسیہ سیف، سعدیہ کریم، جویریہ سحر ش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سُمیّہ اسلام
کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم گرافکس: عبدالسلام
فوٹوگرافی
قاضی محمود الاسلام

مجلہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کیے جاتے ہیں
ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہو گا

بدلِ اشتراک
قیمت فی شارہ -/60 روپے
آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر
مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر
سالانہ خریداری -/700 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184
Visit us on: www.minhaj.info | E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا. اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا. اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا. اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا. اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا. عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا.

(الدھر، ۷٦: ۱ تا ٦)

’’بے شک انسان پر زمانے کا ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا۔ بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا فرمایا جسے ہم (تولّد تک ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کی طرف) پلٹتے اور جانچتے رہتے ہیں، پس ہم نے اسے (ترتیب سے) سننے والا (پھر) دیکھنے والا بنایا ہے۔ بے شک ہم نے اسے (حق و باطل میں تمیز کرنے کے لیے شعور و بصیرت کی) راہ بھی دکھا دی، (اب) خواہ وہ شکر گزار ہو جائے یا ناشکر گزار رہے۔ بے شک ہم نے کافروں کے لیے (پاؤں کی) زنجیریں اور (گردن کے) طوق اور (دوزخ کی) دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بے شک مخلص اِطاعت گزار (شرابِ طہور کے) ایسے جام پئیں گے جس میں (خوشبو، رنگت اور لذت بڑھانے کے لیے) کافور کی آمیزش ہوگی (کافور جنت کا) ایک چشمہ ہے جس سے (خاص) بندگانِ خدا (یعنی اَولیاء اللہ) پیا کریں گے (اور) جہاں چاہیں گے (دوسروں کو پلانے کے لیے) اسے چھوٹی چھوٹی نہروں کی شکل میں بہا کر (بھی) لے جائیں گے۔‘‘

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی الله عنه قَالَ: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ نَبِيِّكُمْ ﷺ إِلَّا سَمِعْتُهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَذُنُوبِي كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ وَأَنْعِشْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، إِنَّهُ لَا يَهْدِي لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي مُعَاجِمِهِ الثَّلَاثَةِ وَالْحَاكِمُ.

’’حضرت ابوایوب رضی الله عنه بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو میں آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنتا: اے میرے اللہ! میری تمام خطائیں اور گناہ بخش دے، اے میرے اللہ! مجھے (اپنی عبادت و اطاعت کے لئے) ہشاش بشاش رکھ اور مجھے اپنی آزمائش سے محفوظ رکھ اور مجھے نیک اعمال اور اخلاق کی رہنمائی عطا فرما، بیشک نیک اعمال اور اخلاق کی ہدایت تیرے سوا کوئی نہیں دیتا اور بُرے اعمال اور اخلاق سے تیرے سوا کوئی نہیں بچاتا۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۳۴۴، ۳۴۵)

خواب

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے
بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے، تو مصطفوی ہے

(کلیاتِ اقبال، بانگِ درا، ص:۲۸۳)

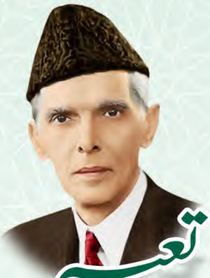

تعبیر

ہمارے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس قرآن کا نسخہ ہونا چاہیے اور اسے اپنا عالم خود بننا چاہیے۔ (قرآن سے صحیح ہدایت حاصل کرکے) لہذا اسلام محض روحانی عقائد اور ایمان یا رسومات تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

(عید کا پیغام 8 ستمبر 1945ء)

تکمیل

خدا کی مشیت اور ارادہ یہ ہے کہ حق ہمیشہ غالب رہے مگر آج اگر حق مغلوب ہے اور باطل غالب ہے تو اس کی یقینا وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر ایمانی انقلاب نہیں رہا۔ جب صحابہ کرامؓ اپنے اندر ایمانی انقلاب برپا کرچکے تھے تو باطل سرنگوں ہوگیا جبکہ ہم اپنی ذات پر محنت کرنے، اپنی اصلاح کرنے اور اپنے اندر بندگی کا نور پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں مگر جو لوگ اپنے اندر ایمانی انقلاب پیدا کرلیتے ہیں اور بندگی کا نور پیدا کرلیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی التجا سنتا اور ان کی مدد کرتا ہے۔

(خطاب شیخ الاسلام بعنوان: خود احتسابی فکر انقلاب کی طرف پہلا قدم ہے)

اداریہ

تعمیر شخصیت میں ماں کا کردار

ماں ایک ایسی ہستی ہے جو نہ صرف خاندان کی بنیاد ہے بلکہ ایک مکمل نسل کی تعمیر و ترقی کی معمار بھی ہے۔ اس کا کردار ہر بچے کی زندگی میں ایک ستون کی مانند ہوتا ہے جو نہ صرف اس کے اخلاقی، روحانی، اور نفسیاتی پہلوؤں کو سنوارتا ہے بلکہ اسے ایک مکمل اور کامیاب انسان بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت کے ہونے کا مطلب محض ایک مذہبی قول نہیں بلکہ ایک عملی حقیقت ہے، جس کی گواہی تاریخ اور تجربات سے ملتی ہے۔ ماں بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔ یہ وہ شخصیت ہے جو اپنی گود میں محبت، شفقت اور ایثار کا ایسا ماحول فراہم کرتی ہے جو بچے کی ابتدائی تربیت کا سنگِ بنیاد بن جاتی ہے۔ آج اگر ہم اپنے معاشرے کے خدوخال کا جائزہ لیں تو ہمیں قانون شکنی پر مبنی رویوں کا غلبہ نظر آتا ہے۔ اگر ہم سڑک پر سفر کر رہے ہوں تو ہمیں اپنے اطراف میں سوار نوجوانوں سمیت ہر عمر کے افراد ٹریفک سگنل توڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر ہم مارکیٹ میں یا کسی پر ہجوم مقام پر ہوں تو ہمیں دھکم پیل اور دھینگا مشتی کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ سرکاری آفسز میں ہمیں اپنے جائز کاموں کے لئے بھی رشوت اور تاخیری حربوں کے ذہنی کرب سے گزرنا پڑتا ہے نیز ہم اجتماعی زندگی کے کسی گوشے میں جھانکیں تو ہمیں اخلاقی قدریں مسخ حالت میں ملتی ہیں اور دانشور و تجزیہ نگار حضرات اس کی مختلف توجیہات پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ نظام تعلیم فرسودہ اور ناقص ہے، کچھ

اساتذہ کی تدریسی صلاحیت پر انگلی اٹھاتے ہیں، کچھ کا موقف ہے کہ علمائے کرام ٹھیک طرح سے اپنا اصلاحی کردار نہیں نبھا پا رہے، کچھ اس سارے فساد کی جڑ سیاسی نظام اور نااہل حکومتوں کو قرار دیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ عوامل سوسائٹی کی بربادی میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں لیکن سوسائٹی کے اخلاقی زوال کی سب سے بڑی وجہ وہ ماں ہے جو بچے کی تربیت نہیں کرتی، اُسے اچھا انسان بننا نہیں سکھاتی، ایک اچھی ماں بچے کو بڑوں کا احترام کرنا سکھاتی ہے، اسے جھوٹ سے نفرت کرنا سکھاتی ہے، تعلیم سے محبت کرنا سکھاتی ہے، اچھی ماں بچے کو یہ سکھاتی ہے کہ اُس کا وجود انسانیت کے لئے نفع بخش ہونا چاہیے، اچھی ماں اپنے بچے کی کامیابی کے لئے صرف خواہشات اور دعائوں تک محدود نہیں رہتی بلکہ وہ ہر مرحلہ پر اس کی عملی تربیت کرتی ہے، آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری سوسائٹی علم و امن کا گہوارہ بن جائے تو ہمیں ماں کی تعلیم و تربیت پر فوکس کرنا ہوگا۔ ایک تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ماں ہی سوسائٹی کی اخلاقی قدروں کو مضبوط و مستحکم بنا سکتی ہے۔ آج پاکستان کی سوسائٹی جس سب سے بڑے کرب سے گزر رہی ہے وہ مسئلہ انتہا پسندی، تنگ نظری ،عدم برداشت اور دہشت گردی کا ہے۔ معمولی سی بات پر دوسروں کی جان لینے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم باریک بینی سے اس کا تجزیہ کریں تو اس کی جڑیں بھی والدین کی تربیت سے جا کر ملیں گی۔ اگر ماں نے بچے کو امن کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کیا ہوتا تو بچہ بڑا ہو کر کبھی بھی کسی کی جان لینے کے درپے نہ ہوتا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ عالم اسلام کی وہ قدر آور شخصیت ہیں جو فی زمانہ خواتین کی تعلیم و تربیت پر سب سے زیادہ محنت کر رہے ہیں۔ شیخ الاسلام نے خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے بے مثال تعلیمی و تربیتی ادارے تشکیل دیئے۔ ان تعلیمی اداروں میں ہزارہا خواتین زیور علم سے آراستہ ہو رہی ہیں۔ آج ہر تحریک ہر شخصیت کو خواتین کی تعلیم پر توجہ دینا ہوگی۔ پڑھی لکھی ماں ہی ایک تعلیم یافتہ اخلاقی اقدار کی حامل خوشحال سوسائٹی تشکیل دے سکتی ہے۔ (چیف ایڈیٹر: ماہنامہ دختران اسلام)

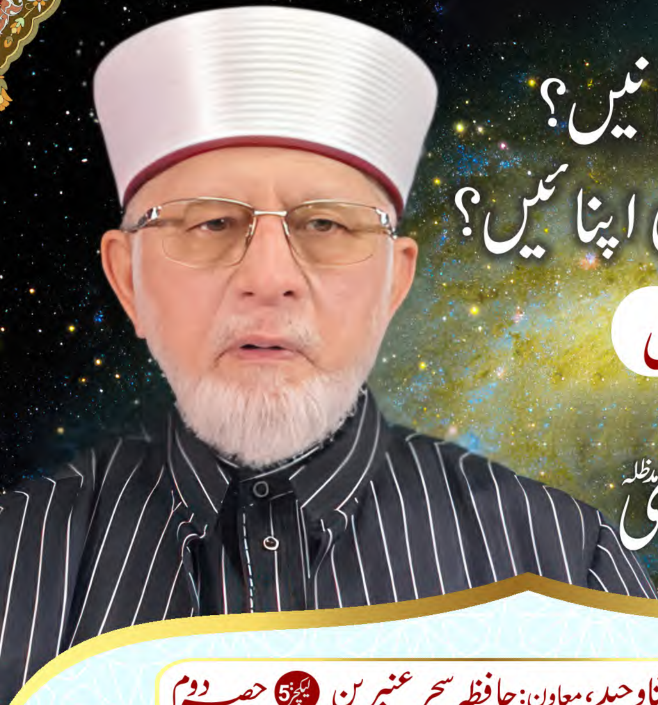

خدا کو کیوں مانیں؟ اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟

انسانی وجود میں خدا کی نشانیاں

خصوصی خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

ترتیب و تدوین: ثناء وحید، معاون: حافظہ سحر عنبرین

لیکچر 5 حصہ دوم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ (فصلت: ۵۳)

ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں اَطراف عالم میں اور خود اُن کی ذاتوں میں دِکھا دیں گے یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہی حق ہے۔ کیا آپ کا رب (آپ کی حقانیت کی تصدیق کے لئے) کافی نہیں ہے کہ وہی ہر چیز پر گواہ (بھی) ہے۔

سورہ النساء میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقوٰی اختیار کرو)، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ (النساء: ۱)

شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خصوصی خطاب خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟ کی پانچویں نشست کا حصہ اوّل گزشتہ شمارے میں شائع کیا گیا جس میں شیخ الاسلام کے خطاب سے درج ذیل مضامین شامل کیے گئے:

انفس و آفاق میں اللہ کی نشانیاں، ابتدائی خلیے کی تقسیم کا مرحلہ، انسانی جسم کے خلیے کا سائز، انسانی جسم میں خلیات کی تعداد، خلیہ یعنی سیل کی حقیقت، آنکھ کے سیل کا مطالعہ، خلیات کی اقسام اور ان کے فرائض، دل کیسے کام کرتا ہے؟، سیل میں توانائی کی پیداوار، خون کے سرخ خلیوں کی گردش کی رفتار، پانچویں نشست کا حصہ دوُم قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے:

ڈی این اے کا مطالعہ

انسانی جسم پر مزید غور و فکر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جسم کے اندر DNA ہوتا ہے جس کے اندر سمندروں جتنی معلومات ہوتی ہیں اور یہ بھی سیلز کے اندر ہی ہوتے ہیں۔ ڈی این اے میں انسانی زندگی کی سب معلومات ہوتی ہیں۔ ان معلومات کو اگر کتابوں کی شکل دے دی جائے تو کئی بلین کتب بن جائیں گی۔ اس (DNA) میں انسانی جسم کی ساری کی ساری معلومات جمع ہوتی ہیں، اعضاء کے بارے میں ہر طرح کی معلومات اس ڈی این اے میں درج ہوتی ہیں۔ بچے کی شکل و صورت الغرض جنیٹکس کا مکمل علم اور ریکارڈ اس ایک ڈی این اے میں درج ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر مذکورہ انسانی کائنات کو کوئی ڈیزائن کرنے والا نہیں ہے تو سوال یہ ہے کہ ان تمام سیلز کو ہدایات کون جاری کرتا ہے کہ نظام کو کیسے چلانا ہے؟ سیل کے اندر پاور پلانٹ اور DNA کا منظم نظام کیسے بن گیا؟ جسم میں موجود سیلز کو ہدایت کون دیتا ہے کہ اس نے کیا کام کیسے کرنا ہے؟

خلیات کو کام کرنے کی ہدایت کون دیتا ہے

جسم کے اندر تمام سیلز ایک نظم کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور کوئی سیل نافرمانی بھی نہیں کرتا۔ ایک سیل اتنی معلومات پر مبنی ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے ایک پورا انسان تخلیق کیا جاسکتا ہے۔ کوئی تو ہے جو اس سارے سسٹم کو چلا رہا ہے وہ اللہ رب العزت کی ذات ہی ہے۔ اسی طرح پلکوں نے آنکھ کی حفاظت کی ہوئی ہے، یہ سیلز بھی خالق کی دی ہوئی ہدایات کی نافرمانی نہیں کرتے اگر نافرمانی کرتے ہوتے تو اپنی جگہ چھوڑ کر آنکھ کے اندر چلے جائیں تو آنکھ کے اندر ہی بال اُگنے لگ جائیں، آخر یہ اتنا بڑا نظم اور کنٹرول ان اعضاء کو کس نے عطا کر رکھا ہے؟ یہی نظام اللہ رب العزت نے زندگی گزارنے کے لیے

انسان کو بھی دیا ہے کہ نافرمانی نہ کرو، تقویٰ اختیار کرو۔ اسی طرح خالق کی جانب سے انسانی جسم کی ترتیب میں نظم نظر آتا ہے۔ انسانی جسم کا کوئی عضو کسی غلط جگہ پر نہیں لگا، اگر کوئی انہیں فرمابرداری کا نظام دینے والا نہ ہوتا تو کئی مضحکہ خیز چیزیں بن جاتیں۔ ایک سیل کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر سیل میں اتنی طاقت اور صلاحیت موجود ہوتی ہے کہ وہ بہت کچھ کر سکتا ہے لیکن وہ وہی کرتا ہے جس کی اس کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔

خلیات کی موت وحیات

جیسے ہماری زندگی اور موت کا نظام ہے ایسے ہی سیلز کی بھی زندگی اور موت کا ایک نظام ہے۔ ہر ایک منٹ میں ۳۰ کروڑ سیلز کی موت واقع ہوتی ہے۔ جب ۳۰ کروڑ سیلز مرتے ہیں تو ساتھ ہی ۳۰ کروڑ سیلز نئے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ سکن (جلد) کے بھی ہر ایک منٹ میں ۳۰ ہزار سیلز بنتے ہیں اور اسی طرح نئے سیلز بھی بن جاتے ہیں۔ دماغ جسم کا ایک ایسا حصہ ہے کہ جس کے سیلز مرتے ہیں تو نئے سیلز نہیں بنتے۔ دماغ کے سیلز پیدائش سے لیکر مرنے تک نئے نہیں بنتے۔

جسم کا دفاعی نظام

انسان کو بیماریاں بھی لاحق ہوتی ہیں اور ان سے لڑنے اور دفاع کیلئے اللہ رب العزت نے جسم کے اندر ہی ایک دفاعی فوج بنا دی ہے جسے antibodies کہتے ہیں۔ یہ خود بخود دفاع کا کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹرز کے پاس تو تب جاتے ہیں جب اندر کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ سیل کی ایک حفاظتی دیوار ہوتی ہے جسے ممبرین (membrane) کہتے ہیں۔ یہ دیوار سیل کی حفاظت کرتی ہے اور سیکیورٹی گارڈ کے طور پر خدمات سرانجام دیتی ہے۔ یہ membrane اندرونی ماحول کی حفاظت کرتی ہے اور بیرونی ماحول کو کنٹرول کرتی ہے۔ یہ حفاظتی دیوار سیل کی تمام ضروریات کا حساب رکھتی ہے۔ سب سیلز کی اپنی اپنی ڈیوٹیز ہیں۔ ان کے پاس آئی ڈی کارڈز ہوتے ہیں ان کو چیک کر کے ہی اندر آنے دیا جاتا ہے۔ اور ایسے سیلز اور خلیات جو کہ نقصان دہ ہوتے ہیں انہیں سیل کے حفاظتی نظام کے ذریعے سیل کے اندر داخل نہیں ہونے دیا جاتا ہے اور ان سب کے درمیان باقاعدہ ایک مواصلاتی نظام موجود ہوتا ہے۔

یہ تمام سیلز انسانی جسم میں ایک نظم وضبط کے ساتھ رہتے ہیں اور اپنا حلیہ نہیں بدلتے۔ یہ نافرمانیاں تو ہم کرتے ہیں، کیونکہ ہم مغرب کو فالو کرتے ہیں اور اپنی اصل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ آج living religion صرف اور صرف اسلام ہے اور مغرب کی یہ کوشش ہے کہ اسلام کو ایسے کر دے کہ جیسے عیسائیت صرف چرچ تک رہ گئی ہے۔ وہ چاہتے ہیں فتنہ الحاد کے ذریعے ان کے ذہنوں میں

خدا کے وجود کے متعلق سوالات پیدا کر دیں اور ان کے ایمان کو کمزور کر دیں۔

خلیوں کا مواصلاتی نظام

اُس مرکز کی طرف میسیج چلا جاتا ہے کہ سیلز مزید مقدار میں پیدا کیے جائیں۔ اور جو سیلز مردہ ہو جاتے ہیں ان سب سیلز کو جسم سے مدافعتی نظام کے ذریعے خارج بھی کیا جاتا ہے۔ یہ سارا نظام اللہ رب العزت نے ترتیب دیا ہے۔ یقیناً یہ پورا شعوری نظام سوائے اللہ کی ذات کے کوئی اور نہیں بنا سکتا۔ جب سیلز مر رہے ہوتے ہیں تو جہاں نئے سیلز بنتے ہیں۔

خون کے سرخ خلیوں کے فرائض

خون کے اندر موجود ریڈ بلڈ سیلز آکسیجن ٹرانسپورٹر کا کام کرتے ہیں اور خون کے ایک قطرے میں ۵۰ لاکھ ریڈ بلڈ سیلز ہوتے ہیں۔ یہ پھیپھڑوں سے آکسیجن لے کر ان کو جسم کے سارے حصوں تک پہنچاتے ہیں۔ پھیپڑوں میں خاص قسم کی تھیلیاں (ایلولائی) ہوتی ہیں جن کے ذریعے سے آکسیجن ایکسچینج ہوتی ہے اور دل کی پمپنگ سے یہ جسم کے سارے حصوں میں پہنچائی جاتی ہے۔ اسی طرح جسم کے سارے حصوں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لے کر باہر نکالتے ہیں۔ ایک سیکنڈ میں ۲۰ لاکھ ریڈ بلڈ سیلز مر جاتے ہیں اور اسی سیکنڈ میں ۲۰ لاکھ خون کے نئے سرخ سیلز پیدا بھی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جلد کے سیلز بھی replace ہو رہے ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ ناک کے اندر سونگھنے کیلئے ۵۰ لاکھ نرو سیلز موجود ہوتے ہیں۔ جن کی بدولت سونگھنے کا نظام چلتا ہے۔ اور یہ سیلز ۱۰ ہزار قسموں کی مہک سونگھ سکتے ہیں۔ زبان ۱۰ ہزار قسم کے ذائقوں کی شناخت کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جسم میں بہت بڑی تعداد میں sensory receptors ہوتے ہیں جو پیغام کو مطلوبہ اعضاء تک پہنچاتے ہیں۔

خون کی نالیوں میں سرخ خلیوں کے ساتھ وائٹ بلڈ سیلز بھی ہوتے ہیں اور ان سیلز کی بھی پانچ اقسام ہوتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی شکل اس کے کام کے مطابق ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ وائیٹ بلڈ سیلز جسم کے اندر دفاعی فورس ہوتی ہے۔ پھر خون کے اندر خاص قسم کے پلیٹ لیٹس ہوتے ہیں اور یہ بھی اربوں کی تعداد میں جسم کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ جہاں کوئی زخم لگتا ہے پلیٹلیٹس وہاں پہنچ کر زخم بھرنے کا کام کرتے ہیں۔ اس سارے نظام کا پلانر اور ڈیزائنر اللہ رب العزت ہی ہے۔

انسانی نظامِ انہضام

اسی طرح انسان کا digestive system ہے اس کا ایک ایک عضو ایک دوسرے کے

ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ یہ معدے سے شروع ہو کر آخر (اینس) تک ۲۸ فٹ کی نالی پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ سارا سسٹم بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ اور نظم کے ساتھ فٹ جسم میں کیا گیا ہے اور حلق سے لیکر anus تک یہ ۳۰ فٹ کا پائپ ہے۔ چھوٹی آنت میں ہزاروں بیکٹریا موجود ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنی جگہ کو نہیں بدلتے۔ اب بتایئے کہ یہ سارا سب نظام جسم کو کس نے دیا ہے؟ تو پھر آیئے اس کا جواب قرآن مجید سے لیتے ہیں۔

قرآن اور خود شناسی

وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (فرقان: ۲)

اور اسی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے، پھر اس (کی بقا و ارتقاء کے ہر مرحلہ پر اس کے خواص، افعال اور مدت، الغرض ہر چیز) کو ایک مقررہ پروگرام کے مطابق متناسب توازُن کے ساتھ تشکیل دیا ہے o

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قرابتوں (میں بھی تقوٰی اختیار کرو)، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ (النساء: ۱)

تو معلوم یہ ہوا کہ اللہ رب العزت نے ہی ہر ایک چیز کو متناسب توازن کے ساتھ پیدا کیا۔

سورہ الانفطار میں ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ (الانفطار: ۴)

اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے ربِ کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا o

الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ (الانفطار: ۷)

جس نے (رحم مادر کے اندر ایک نطفہ میں سے) تجھے پیدا کیا، پھر اس نے تجھے (اعضا سازی کے لئے ابتداءً) درست اور سیدھا کیا، پھر وہ تیری ساخت میں متناسب تبدیلی لایا o

فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (الانفطار: ۸)

جس صورت میں بھی چاہا اس نے تجھے ترکیب دے دیا o

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ (الانفطار: ۹)

حقیقت تو یہ ہے (اور) تم اِس کے برعکس روزِ جزا کو جھٹلاتے ہو o

اللہ رب العزت نے فرمایا اے انسان تو کیسے اپنے عظمت والے رب سے اور اس کی نشانیوں سے

پیچھے ہٹ گیا، یہ ہی رب ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں proportional دی۔ پھر تیری شکل اور وجود کو نظم دیا اس کے پر تمہاری equalization کی۔ پھر فرمایا کہ اس ترتیب کے عمل کے بعد انسان proportional programming کی ڈیزائنگ کی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں ہی تمہیں پیدا کرنے والا ہوں اور تمہاری ڈیزائنگ کرنے والا ہوں اور پھر میں نے تمہیں ترتیب و ترکیب دی۔ اور یہ کہ ہر چیز اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق چل رہی ہے اور کوئی ایک سیل بھی اس بنائے گئے نظام سے الگ ہو کر نہیں چل سکتا ہے اس سارے نظام کو بنانے والا، ڈیزائن کرنے والا منظم کرنے والا اللہ ہے۔

سائنس صرف یہ معلومات فراہم کرتی ہے کہ یہ کام ہو رہا ہے لیکن یہ نہیں بتاتی کہ کیوں ہو رہا ہے؟ چونکہ سائنس سے اس کا جواب نہیں مل رہا اور نہ ہی ملے گا کیونکہ اس سوال کا دائرہ مذہب کا دائرہ ہے۔ اور جب مذہب پر بات آتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب سے کامل مذہب اسلام ہے۔ کہ اس سب کو اللہ نے خلق کیا، اس کی ڈیزائنگ بھی اللہ نے کی اور اسی نے اسی کو نظم و ضبط بھی دیا۔

اللہ کو پانے والوں کا تذکرہ

عزیزانِ محترم! یہ سارا علم اللہ کی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے۔ آیئے اب ان لوگوں کی بات کر لیں جو اللہ تک پہنچ گئے ہیں۔ جو لوگ جسمانی کائنات کی طرح اللہ رب العزت کی تابعداری میں آجاتے ہیں ان کی کیفیت اور ہو جاتی ہے۔ اللہ سے ایسے تعلق کو پیدا کرو کہ اس کا اثر اپنے اندر محسوس کرو۔ اس سے محبت کی ایسی پیاس پیدا کرو کہ اس کے ذکر کا پانی آپ کو ٹھنڈک دے۔ حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ میں ایک عاشقہ خاتون دیکھی۔ شہر مکہ کی عورتیں چل چل کر صرف اس کی آنکھیں دیکھنے کیلئے آتی تھیں اس کی آنکھیں اتنی خوبصورت تھیں وہ ہر وقت اللہ کیلئے روتی رہتی تھیں۔ اس کی سہیلیوں نے کہا کہ تم رو رو کر اپنی آنکھوں کو ضائع کر لوگی اس جواب میں کہا کہ اگر اللہ نے مجھے بخش دیا اور میں جنت میں چلی گئی تو وہاں اس کا دیدار ہو گا وہاں تو آنکھیں چاہیے ہونگی لیکن وہاں تو اچھی آنکھیں مل جائیں گی جو دیدار کے قابل ہوں گی۔ اور اگر فیصلہ دوسری طرف کا ہو گیا تو میں نے ایسی آنکھوں کا کیا کرنا ہے جو اللہ کے دیدار کے قابل نہ ہوں یہ کہہ کر وہ روتی رہیں اور ان کی بینائی چلی گئی۔

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو اپنے خواب میں دیکھا اور پوچھا اور ان سے سوال کیا کہ اللہ رب العزت نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو انھوں نے کہا کہ اللہ رب العزت نے مجھے معاف فرما دیا اور سونے کے جوتے پہنائے۔ پھر امام خزیمہؒ نے پوچھا کہ اللہ رب العزت نے

آپ پر اتنا کرم کیوں کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے اللہ رب العزت کی کتاب کے خلاف جو فتنہ اٹھا اس کے مقابلے میں قرآن مجید کے دفاع میں کھڑا ہو گیا تھا۔ امام خزیمہؒ نے پھر حضرت بشر حافی کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں بس جب میرا حساب ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ بشر حافی اللہ رب العزت کے دیدار کیلئے کھڑے تھے اور ان کیلئے طرح طرح کے کھانوں کا دستر خوان بچھایا گیا تھا اور اللہ رب العزت ان کی طرف خود توجہ فرما رہا تھا اور فرما رہا تھا اے نہ کھانے والے کچھ تو کھالے۔ اے نوجوانو! حضرت بشر حافی کی کوئی جھلک اپنے اندر پیدا کر لو۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیٹی کعبے کے ساتھ لپٹ کر زارو قطار رو رہی تھی حضرت ذوالنون مصری بھی رو پڑے وہ کہہ رہی تھی اے میرے مالک اے میرے رب میں تجھے اس محبت کا واسطہ دیتی ہوں جو محبت تجھے مجھ سے ہے اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھے معاف فرمادے۔ حضرت ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ کیا تم جملہ بدل نہیں لیتی اگر یہ کہہ لو کہ وہ محبت جو مجھے تجھ سے ہے تو اس نے کہا اے ذوالنون! کیا تمہیں نہیں معلوم کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ ان سے پہلے محبت کرتا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت ذوالنون مصری حیران رہ گئے اور پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ذوالنون ہوں تو کہتی ہے کہ عاشقوں کے دل اللہ کے عشق کے میدانوں میں سفر کر رہے ہوتے ہیں وہاں وہ ایک دوسرے کو بھی پہچانتے ہیں۔

خلاصہ

نوجوان اپنے مَن کے اندر اللہ کی محبت کی ایسی پیاس پیدا کریں کہ جب اُس ذاتِ حق کے ذکر اور یاد کا پانی پیو تو مَن کے اندر ٹھنڈک چلی جائے۔ نوجوانو! رب ذو الجلال کے تابع فرمان بن جاؤ۔ جو اُس کی اطاعت میں آجاتے ہیں، اُنہیں باری تعالیٰ اپنا عشق و محبت اور قُرب عطا فرماتا ہے۔ آج کے نوجوان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ بغیر محنت کے ہر چیز حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میرے بیٹو اور بیٹیو! پڑھنے اور سمجھنے کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آپ سب اپنے مذہب کی تعلیمات اور قرآن کا مطالعہ کیا کریں، اور اس میں غور و فکر اور تدبر کیا کریں۔ اللہ کے عاشقوں کے دل اللہ کے راز اور اَسرار و رُموز کے میدانوں کی سیر کرتے ہیں۔

انسان کا جسم 100 کھرب خلیوں (cells) کے ساتھ تشکیل پاتا ہے اور ہر سیل اپنے اندر ایک کائنات ہے۔ ایک سیل کے اندر 100 ارب atoms اور 4 کروڑ 20

لاکھ مالیکیولز ہوتے ہیں۔ان سیلز پر تحقیق سے معلوم ہوگا کہ کوئی ذات ہے جس نے انہیں ڈیزائن کیا، بنایا اور پھر ترتیب سے ان کی جگہوں پر لگایا ہے۔...وہی خدا ہے۔ کائنات میں تمام اشیاء خلیات (cells) سے مل کر بنی ہیں۔ایک خلیہ کا سائز اتنا ہوتا ہے کہ 10 لاکھ خلیات (cells) جمع کیے جائیں تو ان کا سائز ایسے بنتا ہے جیسے بال پوائنٹ کی نوک ہوتی ہے۔انسانی جسم کے ہر خلیہ (cell) کے اندر ایک کائنات آباد ہے۔خدا نے اس سیل کی ضرورت کی تمام اشیاء اس کے اندر پیدا کی ہیں۔جیسا کہ آنکھ کے retina کے خلیات میں ایک ہزار سے اڑھائی ہزار تک پاور پلانٹس ہوتے ہیں اور وہ پاور پلانٹس جسم میں موجود شوگر سے چلتے ہیں۔صرف یہی نہیں بلکہ آنکھ کے ایک سیل سے پورا انسان تشکیل پاسکتا ہے۔ہمیں علم، تحقیق اور سائنس کی آنکھ کھول کر ان آفاقی حقیقتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔اس سے ہمیں خدا کے وجود کا پتہ ملے گا۔

انسانی دل ایک دن میں ایک لاکھ مرتبہ دھڑکتا ہے اور جسم میں موجود تمام سیلز کو خون مہیا کرتا ہے۔انسان کے اندر موجود تمام خودکار نظام خود سے نہیں بنے، بلکہ انہیں کسی نے بنایا ہے اور انہیں ان کے معاملات کا شعور دیا ہے۔۔۔وہی خدا ہے!۔خون کے سرخ خلیات (red blood cells) ہر 90 سیکنڈز میں 75 ہزار میل کا سفر کرتے ہیں۔۔۔سوال یہ ہے کہ انہیں کون گائیڈ کرتا کہ انہوں نے کب، کہاں اور کس طرف جانا ہے؟ کوئی تو ان کا تخلیق کار اور ان کا صورت گر ہوگا؟۔۔۔وہی خدا ہے!۔انسانی جسم میں موجود ہر خلیے کے گرد cell membrane ہوتا ہے۔یہ membrane نہ صرف خلیے کی حفاظت کرتا ہے بلکہ cell کے اُمور میں مکمل راہ نُمائی بھی فراہم کرتا ہے۔اسی طرح پودوں میں خلیہ کے گرد cell wall ہوتی ہے، اس کا کام بھی خلیہ کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ناک کے اندر 50 لاکھ nerve cells ہوتے ہیں، جن کی مدد سے انسان سونگھتا ہے۔انسانی 10 ہزار قسموں کی مہک سونگھ سکتی ہے۔اسی طرح زبان کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی دی ہے کہ زبان 10 ہزار قسموں کے ذائقوں کی شناخت کرتی ہے۔خون کے ایک قطرے میں 50 لاکھ cells ہوتے ہیں جو پھیپھڑوں سے آکسیجن لے کر پورے جسم کے ہر ٹشو تک پہنچاتے ہیں اور پھر پورے جسم سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لے کر پھیپھڑوں کے ذریعے جسم سے باہر نکال دیتے ہیں۔ہر ایک سیکنڈ میں خون کے 20 لاکھ خلیے مر جاتے ہیں اور اُسی لمحے 20 لاکھ خلیے نئے پیدا ہوتے ہیں۔۔۔تو کون ہے جو اس نظام کو چلاتا ہے؟۔۔۔وہ خدا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

مرحومہ نازیہ عبدالستار کی یاد میں

رپورٹ: خدیجہ بتول

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (آل عمران، 3 : 185)

”ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، اور تمہارے اجر پورے کے پورے تو قیامت کے دن ہی دیئے جائیں گے، پس جو کوئی دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ واقعتا کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی دھوکے کے مال کے سوا کچھ بھی نہیں۔“

مرکز منہاج القرآن انٹرنیشنل میں گزشتہ 18 سال سے مختلف ذمہ داریوں اور منہاج القرآن ویمن لیگ کے شعبہ دخترانِ اسلام میں ڈپٹی ایڈیٹر کی ذمہ داری پر فائز "محترمہ نازیہ عبد الستار صاحبہ" 29 اکتوبر کی رات بقضائے الٰہی انتقال فرما گئیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ انکی نمازِ جنازہ اگلے روز صبح 11:00 بجے فارمنائٹس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کی مسجد کے ملحقہ پارک میں ادا کی گئی۔

منہاج القرآن ایک ایسی فیملی کی مانند ہے جس کے دکھ سکھ مشترک ہیں اور اس عظیم تحریک کی قیادت نے کٹھن لمحات اور مصائب و آلام میں اپنے کارکنان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ نے محترمہ نازیہ عبدالستار صاحبہ کے اچانک انتقال پر اظہارِ تعزیت کیا۔انہوں نے مرحومہ کی شعبہ دُختران اسلام

اور فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے بلندیِ درجات اور سفر آخرت میں آسانی کی دعا فرمائی نیز شیخ الاسلام نے مرحومہ کے اہل و عیال اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری ڈپٹی ایڈیٹر کے گھر فارمنائٹس ہاؤسنگ سوسائٹی تشریف لے گئے، مرحومہ کے انتقال پر ان کے خاوند حافظ فیض صاحب اور دیگر اہلِ خانہ سے اظہارِ تعزیت کیا اور مرحومہ کی بخش و مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

محترمہ فِضہ حسین قادری بھی مرحومہ کے گھر تشریف لے گئیں انہوں نے اُن کے اہلِ خانہ سے ملاقات اور تعزیت کی اور اُن کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لئے خصوصی دعاء کی۔اس موقع پر منہاج القرآن ویمن لیگ کی ایگزیکٹو ٹیم بھی انکے ہمراہ تھی۔ محترمہ فضہ حسین قادری نے محترمہ نازیہ عبد الستار کی بیٹیوں عائشہ اور ایمان سے خصوصی اظہارِ شفقت کیا اور انہیں اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ منہاج القرآن کی قیادت اور کارکنان دکھ کے ان لمحات میں اُن کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ محترمہ فضہ حسین قادری محترمہ نازیہ عبد الستار کی بیٹیوں کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئیں اور مرحومہ کی قبر پر فاتحہ خوانی بھی کی۔

رسم قل خوانی برائے ایصال ثواب مرحومہ محترمہ نازیہ عبد الستار

إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ۔ (صحیح بخاری)

"یقینا اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا۔اور اسی کا ہے جو اس نے دیا۔اور اس کے پاس ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، تو آپ صبر کیجیے اور ثواب کا یقین رکھیے۔"

منہاج القرآن ویمن لیگ کے شعبہ دُختران اسلام کی ڈپٹی ایڈیٹر محترمہ نازیہ عبدالستار صاحبہ کے ایصالِ ثواب کے لیے جامع شیخ الاسلام میں دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔دعائیہ تقریب میں مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی اور محفل کا اہتمام کیا گیا، جس میں ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈاپور، محترم جی ایم ملک، محترم برگیڈیئر (ر) عمر حیات، محترم نور اللہ صدیقی، محترم محمد جواد حامد، محترم سرفراز احمد خان، محترم غلام مرتضیٰ علوی، محترم سردار عمر دراز خان، محترم رانا وحید شہزاد سمیت

مرحومہ کے خاوند، والد اور عزیز و اقارب شریک ہوئے۔

اس موقع پر محترمہ فضہ حسین قادری، صدر منہاج ویمن لیگ پاکستان محترمہ ڈاکٹر فرح ناز، نائب صدر محترمہ سدرہ کرامت، ایڈیٹر دُخترانِ اسلام محترمہ ثناء وحید، ہیڈ سوشل میڈیا دُختران اسلام محترمہ خدیجہ بتول، محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ عائشہ شبیر سمیت مرکزی ذمہ داران، مرحومہ کی بیٹیوں اور خاندان کی ممبران نے شرکت کی۔

دختران اسلام کی ٹیم نے دفتری امور سے متعلق مرحومہ کے ساتھ اپنے تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ گزشتہ کئی سالوں میں اہم دفتری امور و مسائل پر مرحومہ کے ساتھ متعدد نشستیں اور ملاقاتیں ہوتی رہیں، کئی مسائل پر ہمارے مشترک بیانات آتے رہے، لاک ڈاون کے عرصے میں مسلسل آن لائن میٹنگز بھی منعقد ہوتی رہیں، ان سب میں مرحومہ کی سادگی، وقاروشائستگی، دختران اسلام کے مسائل کے لئے دردمندی اور شعبہ کے تمام طبقات کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کا جو جذبہ ابھر کر سامنے آیا اسے یقیناً کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

تعزیتی پیغامات

دُختران اسلام کی مشاورتی کونسل کے ممبران، رائٹرز فورم کے تمام رائٹرز اور شعبہ میں انٹرنشپ کرنے والی رضاکاران نیز مرکز منہاج القران کے مختلف فورمز اور شعبہ جات کے سربراہان کی جانب سے محترمہ نازیہ عبدالستار کے اچانک انتقال پر تعزیتی پیغامات موصول ہوئے تمام احباب نے فرداً فرداً مرحومہ کی مغفرت اور اعلی ترین درجات کی دعائیں ارسال کیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ نازیہ عبدالستار کو اپنے قُرب کے اعلیٰ ترین درجات عطاء فرمائے، شعبہ دُخترانِ اسلام میں اُن کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔بقول شاعر۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضاء یاد کرے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرنے سے قبل مرنے کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے نوازے۔آمین

پیغامِ تعزیت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ڈپٹی ایڈیٹر دختران اسلام محترمہ نازیہ عبدالستار کی وفات کا جو حادثہ 29 اکتوبر کی رات پیش آیا، اس پر اپنی جانب سے نیز دُختران اسلام کی پوری ٹیم، مجلس مشاورت اور رائٹرز فورم کی جانب سے تمام قارئین کی خدمت میں تعزیت مسنونہ پیش کرتی ہوں، اللہ رب العزت تمام متعلقین ومحبین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، اور مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں مقام بلند نصیب فرمائے۔ آمین

حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر ہم سبھی مستحق تعزیت ہیں ؛ اس لیے کہ یہ ہم سب کے لیے مشترک حادثہ ہے، بلاشبہ محترمہ نازیہ عبدالستار منہاج القرآن ویمن لیگ کی بہت مُخلص ممبر، محنتی کارکن اور مِشن کا عظیم سرمایہ تھیں۔ مرحومہ قائدِ تحریک شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک سے بے حد عقیدت رکھتی تھیں۔ انہوں نے ماہنامہ دُختران اسلام کی نائب مدیر کی ذمہ داری پر شعبہ میں ایک طویل عرصہ خدمات سرانجام دیں۔

ایک درویش صفت خاتون جن کی ساری زندگی خدمتِ دین سے عبارت ہے۔ مرحومہ نے تقریباً 18 سال منہاج القران کے مختلف شعبہ جات میں خدمات انجام دیں اور اللہ رب العزت کی توفیق سے انھوں نے اپنے فنِ تحریر کے زریعے قائدِ تحریک کے سینکڑوں خطابات دُختران اسلام کے لیے نقل کیے۔ شعبہ کے لیے ان کی محنت اور تحریری خدمات ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔ ایسی مخلص اور محنتی ٹیم ممبر کی وفات دُختران اسلام کی پوری ٹیم کے لیے عظیم سانحہ ہے۔

غم کی اِس گھڑی میں آپ تمام قارئین کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مرحومہ نازیہ عبدالستار کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور تمام اہلِ تعلق کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

ثنا وحید (ایڈیٹر ماہنامہ دختران اسلام)

اے سبز گنبد والے منظور دعا کرنا

اے سبز گنبد والے منظور دعا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
اے نور خدا آکر آنکھوں میں سما جانا
یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آجانا
اے پردہ نشین دل کے پردے میں رہا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا
امداد میری کرنے آجانا ذرا آقا
روشن میری تربت کو اے نورِ خدا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
مجرم ہوں جہاں بھر کا محشر میں بھرم رکھنا
رسوائے زمانہ ہوں دامن میں چھپا لینا
مقبول یہ عرض میری اللہ ذرا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
چہرے سے ضیا پائی ان چاند ستاروں نے
اس در سے شفا پائی دکھ درد کے ماروں نے
آتا ہے انہیں صابر ہر دکھ کی دوا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
محبوب الٰہی سے کوئی نہ حسین دیکھا
یہ شان ہیں انکی کے سایہ بھی نہیں دیکھا
اللہ نے سائے کو چاہا نہ جدا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا
اے سبز گنبد والے منظور دعا کرنا

(سبحان احمد)

اچھے اور برے لوگوں کی پہچان

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ (الاسراء، 17: 70)

”اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ۔“

اور اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ (التین، 95: 4)

”بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔“

باری تعالیٰ نے انسان کو ایک عمدہ اور بہترین صورت میں بنایا ہے۔ اگر انسان اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی نہ کرے تو یہ اپنی فضیلت عقل کی بناپر فرشتوں سے بھی افضل واعلیٰ ہے۔ اگر اس انسان میں کثافت طبعی نہ ہو تو یہ انسان بڑا ہی لطیف ہو۔ انسان میں عجیب ترین حسّیات اور اس میں اسرار غیبی پائے جاتے ہیں اور اس کا وجود ایک ایسے مکان کی مانند ہے جس میں بیک وقت نور و ظلمت پائے جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ نے انسان کو فرشتوں سے افضل اور اعلیٰ ٹھہرایا ہے۔ انسان میں عالم علوی بھی ہے اور انسان میں عالم سفلی بھی ہے۔ انسان کے جسم میں روح کے موتی بھی ہیں اور اس کا دریائے

وجود علم کی کشتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ ریاضت و مجاہدہ بھی کرتا ہے اور غفلت و جہالت کا مظاہرہ بھی کرتا ہے۔ انسان کی خواہشات کے لشکر کا سلطان انسانی نفس ہے اور انسانی عقل کے لشکر کا سلطان اور سردار روح ہے۔ انسان تین چیزوں سے مرکب ہے ایک روح ہے، دوسرا نفس ہے اور تیسرا جسم ہے۔ روح کی صفت عقل ہے، نفس کی صفت ہوا و ہوس ہے اور جسم کی صفت حواس خمسہ ظاہری میں اس انسان پر ایک وقت ایسا بھی گذر چکا ہے جب یہ عدم کے پردوں میں تھا۔ اس کا ذکر تک نہ تھا۔ قرآن اس حقیقت کو بیان کرتا ہے:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـٴًـا مَّذْكُوْرًا۔ (الدھر، 76: 1)

”بے شک انسان پر زمانے کا ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا۔“

انسان کے اعمال و اخلاق کا ظہور دو صورتوں میں ہوا ہے۔ ایک نیکی کی صورت میں اور دوسرا بدی کی شکل میں جب انسان کے اخلاق و اعمال بدی کی صورت میں ظاہر ہوئے تو ان اخلاق و اعمال میں سے کوئی اس کا عمل تکبر بنا اور کوئی اس کا فعل حسد بنا اور کوئی اس کا رویہ بخل میں ڈھلا اور کوئی اس کا عمل غیض و غضب بنا اور اسی طرح کبھی انسان میں برا خلق اور عمل سوء بغض و عداوت میں نظر آیا کوئی کذب کی صورت میں متشکل ہوا کوئی افتراء بنا کوئی عیب جوئی میں ظاہر ہوا کوئی بد دیانتی میں ڈھلا، کوئی چوری کی معیت میں نمایاں ہوا، کسی نے ریاکاری کو اپنایا، کوئی خلق و عمل حرص و ہوا میں ظاہر ہوا، کوئی چغل خوری اور غیبت بنا اور کوئی عصبیت اور ظلم کا نشان بنا اور کوئی منافقت اور عداوت میں عیاں ہوا جب انسان کے اخلاق و افعال نیکی کی صورت میں ظاہر ہوئے تو یہ انسان پیکر صدق بنا، سخاوت اس کا شعار ہوئی۔ عدل و انصاف اس کی عادت ثانیہ ہوئی۔ تقویٰ اس کے کردار کا زیور بنا، دیانتدار اور امانت اس کی شناخت بنی۔ بہادری و شجاعت اس کی علامت بنے، حلم و بردباری اس کے کردار کی لازمی نشانی بنی عفت و پاکبازی اس کے کردار کی عظمت کے نشان بنے۔

خودداری اور عزت نفس اس کے ہتھیار بنے، توکل علی اللہ ہر حال میں اس کا عظیم سہارا بنا، حیاداری اور ایثار اس کا تشخص بنے، اس کی عفو کی عادت ہر دوسرے انسان کے لیے جائے امن بنی، احسان، خیر خواہی اس کی عادت انسانیت کی لازمی شناخت میں ڈھلا، عہد کی پابندی اس کی سربلندی کا راز بنی۔

تواضع و خاکساری اس کی کمال بندگی کی نشانی بنی۔ شکر کی عادت اللہ کے انعامات کا مزید مستحق بننے کا معیار بنی، استقامت اللہ کی نفرت کی آواز بنی، مساوات انسانی رفعت اعلیٰ ترین مثال بنی۔

انسان کی خواہشات میں دو منبع اور سرچشمے جاری و ساری ہیں۔ ایک سرچشمہ نیکی ہے اور دوسرا بدی ہے۔ ان دونوں سے اکتساب انسان کی مرضی و چاہت اور انتخاب پر ہے اس لیے قرآن نے بیان کیا ہے:

فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰهَا۔ (الشمس، 91: 8)

”پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری (کی تمیز) سمجھا دی۔“

انسان کے باطن اور اس کے وجود ظاہر میں دو طرح کے چشمے رواں دواں ہیں۔ ایک فجور کا دریا ہے اور ایک تقویٰ کا دریا ہے۔ فجور انسان کے برے اعمال کی نمائندگی کرتا ہے اور تقویٰ انسان کے اچھے اعمال کی راہنمائی کرتا ہے۔ فجور عمل سوء ہے اور تقویٰ عمل صالح ہے۔ فجور بدی ہے اور تقوی نیکی ہے۔ فجور کا پیکر برا انسان ہے اور تقویٰ کا عامل اچھا انسان ہے۔ یہ دنیا دو طرح کے انسانوں سے معمور ہے۔ کچھ اچھے انسان ہیں اور کچھ برے انسان ہیں۔ جنہوں نے فجور کو اختیار کیا۔ وہ برے انسان بن گئے اور جنہوں نے تقویٰ کو اختیار کیا وہ اچھے انسان بن گئے۔ انسان کا امتحان فجور اور تقویٰ کے انتخاب میں ہے۔ باری تعالیٰ نے فجور اور تقویٰ کے انتخاب میں ہدایت خاصہ سے انسان کو نوازا ہے۔

وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ۔ (البلد، 90: 10)

”اور ہم نے اسے (خیر و شر کے) دو نمایاں راستے (بھی) دکھا دیے۔“

انسان اچھائی اور برائی کا کامل فہم رکھتا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے اپنی جبلی صفات کی بنا پر نیکی اور بدی میں امتیاز کر سکتا ہے اور ان کے چناؤ اور انتخاب میں وہ مکمل آزادی رکھتا ہے نیکی کے اختیار کرنے پر اس پر کوئی جبر نہیں ہے اور بدی کے انتخاب میں اس پر کوئی زور اور اکراہ نہیں ہے۔

اس لیے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰى نَفۡسِهٖ بَصِيۡرَةٌ۔ (القیامۃ، 75: 14)

”بلکہ اِنسان اپنے (اَحوالِ) نفس پر (خود ہی) آگاہ ہوگا۔“

خیر و شر پر انسان خود اپنی ذات میں محتسب ہے وہ اپنے اعمال کے نفع و نقصان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ اعمال خیر کو پہچانتا ہے اور اعمال شر کا بھی ادراک رکھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے اعمال کا مکمل ذمہ دار ہے۔

اسی بنا پر اب تمیز خیر و شر دینے کے بعد باری تعالیٰ نے اعلان کر دیا ہے کہ ہر انسان اپنے اعمال پر جزا اور سزا کا حقدار اور ذمہ دار ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔ (التحریم، 66: 7)

”بے شک تمہارے کیے کی جزا اور سزا ضرور ملے گی۔“

دوسرے مقام پر اس حقیقت کو مزید یوں اجاگر کیا:

وَوُفِّيَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ۔ (آل عمران، 3: 25)

”اور ہر نفس کو اس کے اپنے کسب کا بدلہ مل کر رہے گا۔“

ان آیات نے یہ حقیقت واضح کردی ہے کہ انسان اپنے اعمال کے کسب اور ارتکاب میں صاحب ارادہ ہے اور صاحب اختیار ہے اور اپنے نفسی اعمال پر صاحب بصیرت بھی ہے اور اس بنا پر اپنے جملہ اعمال پر جوابدہ بھی ہے۔

اب اس دنیا میں اچھا انسان بننا اور برا انسان بننا انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اس دنیا کو باری تعالیٰ نے انسان کے لیے عمل احسن کی امتحان گاہ بنادیا ہے۔ انسانوں کو اس دنیا کی حقیقت سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (هود، 11: 7)

”وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہتر ہے۔“

اس دنیا میں آنے کے بعد ایک شخص ہے جس نے خود کو برے عمل کے لیے مختص کر لیا ہے۔ ایسا شخص اپنی بری چاہت کی بنا پر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن کہتا ہے:

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ (الشمس 91: 10)

”اور بے شک وہ شخص نامراد ہو گیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا)۔“

اگر کسی انسان پر اس دنیا میں نفس کے تقاضائے نیکی کا غلبہ ہو جائے اور اس کا بدی کا داعیہ کمزور ہو جائے تو یہ شخص نیکی کا خوگر ہو جائے گا اور اچھے لوگوں میں شمار ہوگا۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ (الشمس، 91: 9)

”بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشوونما کی)۔“

ہر انسان اپنے نفس میں بھلائی اور فضائل اخلاق کے پودے لگانا چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ نفس انسانی کی زمین پر برائی اور رذائل اخلاق کے پودے از خود اُگ آتے ہیں۔ انسان کی فطرت میں نیکی اور بدی کی دونوں قوتیں موجود ہیں۔ جیسا ماحول انسان کو میسر آتا ہے ویسا ہی یہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے شیخ سعدی نے فرمایا:

صحبت صالح ترا صالح کنند

جیسا ماحول انسان کے دائیں بائیں ہوتا ہے اور جیسے دوست ہوتے ہیں اور جیسے احباب کار ہوتے ہیں ویسا ہی انسان ہو جاتا ہے۔ قرآن اس حقیقت کو یوں واضح کرتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى۔ (الاعلیٰ، 87: 14)

”بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے نفس کو گناہ سے پاک کر لیا۔“

تزکیہ نفس میں انسان اپنی جان کو رذائل اور ذمائم سے پاک و صاف کرتا ہے اور انسانی نفس کو میل کچیل سے منزہ اور مبراء کیا جاتا ہے۔ اگر انسان میں نیکی کے داعیات زیادہ موثر ہو جائیں اور انسان میں خیرات و برکات فروغ پانے لگیں تو یہ عمل تزکیہ نفس کہلاتا ہے۔ تزکیہ نفس فی الحقیقت خود کو نیکوکار اور صالح اور متقی بنانا ہے۔ تزکیہ نفس کا سب سے بڑا فائدہ سب سے پہلے انسان کی اپنی ذات کو ہی پہنچتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ۔ (فاطر، 35: 18)

''اور جو کوئی پاک ہوا پس وہ اپنی ہی جان کے لیے پاک ہوتا ہے۔''

اچھا انسان بننے کے لیے اور برا انسان ہونے سے بچنے کے لیے ہمیں صحبت صالح کے ساتھ وابستہ ہونا ہے۔ نیک لوگوں کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے اور ان کی مجلس میں آتے جاتے رہنا بھی انسان کو صالح بنا دیتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ۔ (الکهف، 18: 28)

'' (اے میرے نبی!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں (اس کی دید کے متمنی اور اس کا مکھڑا تکنے کے آرزومند ہیں)۔''

نیک لوگوں کی صحبت، مجلس اور ان کے ساتھ نشست و برخاست انسان کو نیک بنا دیتی ہے۔ اس دنیا میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو انسان کے اندر نیکی اور بدی کو فروغ دیتی ہیں۔ اگر ان چیزوں کو اعتدال و توازن کے ساتھ استعمال کیا جائے تو انسان صالحیت کا پیکر بن جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ۔ (آل عمران، 3: 14)

'' لوگوں کے لیے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)۔''

انسان کے اندر برائی اس وقت انگڑائی لیتی ہے جب انسان حب دنیا میں حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ دنیا کی ساری شہوات کی حب، حب النساء، حب الاولاد والبنین، حب الذهب، حب الفضۃ اور حب الخیل، حب الانعام اور حب الحرث، ان حبات کو جب انسان اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے اور حدود الٰہی سے تجاوز کر جاتا ہے۔ ان حبات کی وجہ سے احکام شریعت کو بھول جاتا ہے اور اپنے نفس کی

خواہشات اور شہوات ہی کی پرستش شروع کر دیتا ہے تو اس کا یہی عمل اس کو برا بنا دیتا ہے۔

قرآن ایسے شخص کی حالت کو یوں بیان کرتا ہے:

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ (الشمس، 91: 10)

"اور بے شک وہ شخص نامراد ہو گیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا)۔"

اور اگر انسان ان ساری حبات کو اعتدال و توازن کے ساتھ اختیار کرتا ہے تو یہ شخص نیک و صالح بن جاتا ہے اور قرآن اس شخص کے لیے بیان کرتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا۔ (الشمس، 91: 9)

"بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشو و نما کی)۔"

انسانی نفس کی دو حالتیں ہیں ایک حالت بلا و مصیبت کی ہے اور دوسری حالت سلامتی و عافیت کی ہے۔ اگر یہ نفس حالت بلا میں ہے تو اس کی شناخت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ جزع فزع میں رہے گا یہ شکوہ کناں ہو گا۔ یہ اللہ کی قضا سے ناراض رہے گا۔ حتی کہ یہ رب پر اعتراض کرے گا۔ اپنے رب پر تہمت لگائے گا، صبر و رضا کی بجائے بے ادبی کرے گا۔ اللہ کے ساتھ شرک کا مرتکب ہو گا۔ نفس کی یہ حالت بری ہے اور ایسا شخص برا ہو گا اور اگر نفس حالت عافیت میں ہے تو یہ دنیوی اعتبار سے خوش و خرم ہو گا۔ شہوت و لذت پرست ہو گا۔ اس کی خواہشات کا لامتناہی سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ یہ دوسروں کے حصے بھی طمع و حرص کی وجہ سے ہڑپ کرنا چاہے گا۔

یہ دوسروں کو حقیر محسوس کرتا ہے ان میں عیب و نقص نکالتا ہے اپنے مقسوم کے مل جانے کے بعد بھی اعلیٰ کا طلبگار ہوتا ہے جو کچھ اس کے ہاتھ اور قسمت میں ہے اس سے راضی نہیں ہوتا۔ جب یہ مبتلا بلا ہوتا ہے تو سب آرزوئیں اور خواہشیں بھول جاتا ہے۔ اب اس حالت میں یہی چاہتا ہے مصیبتیں رفع و دفع ہو جائیں مگر جب یہ حالت عافیت میں آجاتا ہے تو پھر تکبر اور غفلت کے دریا میں غرق ہو جاتا ہے۔ اپنی پہلی مصیبتوں کو بھول جاتا ہے اور پھر رب کی نافرمانی شروع کر دیتا ہے۔ نفس کی اسی حقیقت کو قرآن بیان کرتا ہے:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ۔ (النساء، 4: 79)

" (اے انسان اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسنِ تدبیر کی طرف منسوب نہ کر)۔"

انسانی نفس کی سات قسمیں ہیں سب سے پہلی قسم نفس امارہ کی ہے۔ اگر انسان نفس امارہ کی حالت میں

رہے تو وہ برے لوگوں میں شمار ہوتا ہے، نفس امارہ کیا ہے قرآن نے اس نفس کا تعارف انسان کو خود کرادیا ہے۔

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ۔ (یوسف، 12: 53)

”بے شک نفس تو برائیوں کی طرف کھینچ کر لے جانے والا ہے۔“

اس نفس کے حملے انسان کو شیطان بنادیتے ہیں اور اس نفس کی پیروی میں انسان برائی کی آماجگاہ اور بدی و شر کا منبع بن جاتا ہے۔ اس نفس کی خواہشات کی تکمیل میں سر راہ بننا اور اس نفس کی باطل آرزوؤں کا انسداد کرنا ہی اس سے نجات پانا ہے۔ اس لیے قرآن بیان کرتا ہے:

وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى۔ (النازعات، 79: 40)

”جس شخص نے اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکا۔“

نفس امارہ کا کام انسان کو زیادہ سے زیادہ گناہوں کی طرف مائل کرنا ہے اور یہ بڑی شدت کے ساتھ انسان کو دنیوی لذتوں کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ انسان سے فواحش و منکرات اور لذات و شہوات کا ارتکاب کراتا ہے۔ جملہ گناہوں اور بدکاریوں کی طرف رغبت اور شوق دلاتا ہے۔ نفس کی اس حالت میں انسان سے بڑے اختلاف اور بڑے اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ نفس امارہ کی حالت میں انسان میں بخل و کنجوسی دکھائی دیتی ہے، حرص و طمع کا دلدادہ نظر آتا ہے، بدی اور شہوت پرستی میں محو دکھائی دیتا ہے۔ حماقت و بیوقوفی اس کی خصلت بنتی ہے۔ کینہ و بغض اور حسد و عناد اس میں فروغ پاتے ہیں۔ جہالت اور غفلت اس کا شعار حیات ہوتا ہے۔ سستی اور کاہلی اس کی نفسی خصوصیات بن جاتی ہیں۔ غیض و غضب، غیبت و چغلی اور عیب جوئی اس کے وجود کی پہچان بننے لگتے ہیں۔ اس نفس میں انسان، انسانیت کے مقام سے گر کر حیوانیت کی سطح پر آجاتا ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم کا اعزاز رکھنے والا نفس امارہ کی سطح پر

اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ۔ (الاعراف، 7: 179)

”وہ لوگ چوپایوں و جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گرے ہوئے ہیں۔“

نفس اعلیٰ یہاں نفس ادنیٰ کی صورت میں دکھائی دیتا ہے۔ یہ جانوروں اور ان سے بھی اسفل مخلوق کی صفات میں نظر آتا ہے۔ نفس امارہ کی حالت میں انسان حیوانی صفات میں متشکل ہوجاتا ہے، کبھی انسان نفس امارہ میں صفت خنزیر پر دکھائی دیتا ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ حرام افعال کو اختیار کرتا ہے، کبھی یہ سگ کتے کی صفت میں اپنے اعمال میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی غضبناک کیفیات اس کی عکاسی کرتی ہیں۔ کبھی یہ ہاتھی کی مثل صفت غرور و تکبر میں نظر آتا ہے، کبھی سانپ کی صفت مصیبت و منافقت میں عیاں ہوتا ہے، کبھی یہ بچھو کی صفت اذیت عذاب میں آشکار ہوتا ہے۔

غرضیکہ احسن تقویم کا حامل انسان اپنے کردار میں مخلوقات عالم میں سب سے اسفل، ادنیٰ اور کمتر مخلوق بن جاتا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں انسان اعلیٰ ہے مگر اپنے عمل میں کبھی ادنیٰ ہو جاتا ہے۔ اگر انسان افعال و اخلاق میں علوت اور رفعت کی طرف مائل ہو جائے تو وہ اچھا اور اعلیٰ انسان ہے اور اگر اخلاق و افعال میں سفلیت اور اسفلیت کی جانب متوجہ ہو تو وہ برا اور گھٹیا انسان ہے۔ نفس امارہ برے انسان کا تعارف کراتا ہے اور نفس کی بقیہ اقسام اچھے انسانوں کا درجہ بدرجہ تعارف کراتی ہیں۔ نفس لوامہ یہ نفس انسان کو گناہ پر ملامت کرتا ہے۔

لَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ (القیامة، 75: 2)

”اور میں قسم کھاتا ہوں (برائیوں پر) ملامت کرنے والے نفس کی۔“

نفس ملھمہ میں انسان کے دل میں نیکی اور خیر کے خیالات آتے ہیں اور یہ نفس انسان کو نیکی کی طرف راغب کرنے لگتا ہے جب انسان کے اندر نیکی اور تقویٰ کو دوام ملتا ہے تو یہ نفس ملھمہ نفس مطمئنہ میں بدل جاتا ہے۔ یہ بری خصلتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ نیک خصلتوں سے متصف ہو جاتا ہے خیر و نیکی کے ساتھ مستقل اتصال کی بنا پر یہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔

يَآ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ (الفجر، 89: 27، 28)

”اے اطمینان پا جانے والے نفس تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب)۔“

نفس مطمئنہ پر پہنچ کر یہ نفس ہر حال میں اپنے مولا سے راضی ہو جاتا ہے تو پھر یہ نفس، نفس راضیہ میں بدل جاتا ہے اور جب ذات حق اپنے بندہ سے راضی ہوتی ہے تو یہ نفس مرضیۃ میں ڈھل جاتا ہے۔ اس مقام مرتضیٰ کو پا کر انسانی نفس اپنے اعلیٰ ترین درجے میں نفس کاملہ بن جاتا ہے اس نفس کاملہ کے لیے ھاتف غیبی سے صدا آتی ہے۔

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ۔ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔ (الفجر، 89: 29، 30)

”پس تو میرے (کامل) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنتِ (قربت و دیدار) میں داخل ہو جا۔“

خلاصہ کلام

انسان اس کائنات میں مخلوق عالم کے تناظر میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ کائنات کی ہر ہر چیز اس کے لیے مسخر کر دی گئی ہے۔ یہ انسان زریں کائنات کو مسخر کر کے اب بالائی کائنات کی تسخیر پر گامزن ہے۔ کائنات خارج کی تسخیر کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنی کائنات داخل کو بھی مسخر کرنا ہے۔

باری تعالیٰ نے اس انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم کا اعزاز اسے بخشا ہے اور اس کی صورت و سیرت کو تمام مخلوقاتِ عالم میں اعلیٰ اور ارفع بنایا ہے اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے پیکر افتخار کا مرتبہ و مقام عطا کیا ہے۔ یہ انسان کے مقام و مرتبے کی اصلیت ہے اور اگر انسان اس مقام کا تحفظ اپنے کردار کے ساتھ نہ کرے تو پھر یہی انسان درجہ افضلیت سے درجہ اسفلیت کی طرف آتا ہے۔ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف آتا ہے۔ قابلِ رشک سے قابلِ ندامت کی طرف آتا ہے۔ حتی کہ پستی کی طرف بڑھتا بڑھتا انتہائی پست مخلوق کے مشابہ ہو جاتا ہے اور یہ اشرافیت کا تاج اپنے سر پر سجانے والا اولئك كالانعام بل هم اضل کا طوق اسفلیت اپنے گلے میں ڈالے نظر آتا ہے۔

حیرت یہ ہے انسان خون بہانے والا درندہ کیسے بن جاتا ہے۔ یہ اپنے وجود پر قاتل کا تعارف کیسے پالیتا ہے یہ دوسروں کا مال سرقہ کرنے والا کیسے بن جاتا ہے۔ یہ شراب کا رسیا اور حرام خور کیسے بن جاتا ہے، یہ بددیانت اور کرپٹ کیسے بن جاتا ہے، یہ معاشرے میں کمزور پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے والا کیسے بن جاتا ہے اور یہ انسان مھین ذلیل و کمینہ کیسے بن جاتا ہے۔ یہ کبھی ھماز بہت زیادہ طعن و تشنیع کرنے والا اور عیب جوئی کرنے والا کیسے بن جاتا ہے اور کبھی یہ مشاء بنمیم بہت زیادہ چغلخور کس طرح بن جاتا ہے اور کبھی یہ مناع للخیر خیر اور نیکی سے بہت زیادہ منع کرنے والا کیونکر بن جاتا ہے اور کبھی یہ معتد بہت بڑا ظالم اور حد اعتدال سے تجاوز کرنے والے کا روپ کیسے دھار لیتا ہے اور کبھی یہ انسان پیکر معصیت اثیم، ہر چھوٹے بڑے گناہ میں لت پت ہونے والا کیسے بن جاتا ہے اور کبھی یہ انسان عتل سخت جھگڑالو اور فتنہ پرور اور فسادی کیسے بن جاتا ہے اور کبھی اللہ کے حکم کو ترک کرنے والا نکاح کو چھوڑ کر زنا کرنے والا کیسے بن جاتا ہے، کبھی یہ انسان دعوت انبیاء کو ترک کرتا ہے تو کافر بنتا ہے اور کبھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو یہ مشرک بنتا ہے اور کبھی یہ انسان کفر و شرک سے بھی بلند ہو کر خود ہی کو خدا بنا لیتا ہے۔

کون سا گناہ ہے جو انسان سے سرزد نہیں ہوتا ہے، کونسی بری عادت ہے جو اس کی ذات میں نہیں ہے اور کون سا برا خلق ہے جو اس میں نہیں دکھائی دیتا۔ یہ زندگی تو سراسر خسارہ ہی خسارہ ہے، نقصان ہی نقصان ہے۔ اس لیے قرآن نے بیان کر دیا:

وَالۡعَصۡرِ۔ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ۔ (العصر، 103: 1-2)

”زمانہ کی قسم (جس کی گردش انسانی حالات پر گواہ ہے)۔ بے شک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے)۔“

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ (العصر، 103: 3)

" سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے۔"

انسان کی آزمائش اس کائنات میں سب سے بڑی یہی ہے کہ وہ صاحب ایمان ہو جائے اور عمل صالح کا بجالانے والا ہو جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ لفی نفع کی صورت میں ہے وگرنہ لفی خسر کی حالت میں ہے۔ ایمان اور عمل صالح کے لیے پیروی رسالت لازمی اور ضروری ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ۔ (البقرہ، 2: 130)

" اور کون ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) کے دین سے رُو گرداں ہو سوائے اس کے جس نے خود کو مبتلائے حماقت کرر کھا ہو۔"

منصب نبوت و رسالت کی پیروی اور اطاعت انسان کو خسارے سے بچاتی ہے، پیروی رسالت سے اعراض سراسر حماقت ہے اور سراسر جہالت ہے۔

آیئے اپنے نفوس میں وہ انسانی صفات پیدا کریں جو ہمیں اللہ کے انعامات کا مستحق بنائیں اور اس کے انعام یافتہ بندوں میں شامل کرائیں۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء، 4: 69)

" تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیائ، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔"

ایک مسلمان ایک بہترین انسان بن سکتا ہے اگر وہ اسوہ رسول کو ہر لمحہ اور ہر لحظہ اور زندگی کے ایک ایک پل اپنے سامنے رکھے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

اس اسوہ میں انسانیت کی معراج ہے اور انسانیت کی عظمت ہے ار انسانیت کی قابل رشک رفعت ہے۔ باری تعالیٰ ہمیں ایک اچھا انسان بنائے برائی اور شر سے ہمیں بچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فتنۂ الحاد اور جدید سائنسی علوم

تحریر: ڈاکٹر فرح ناز، صدر منہاج القرآن ویمن لیگ (قسط نمبر 7)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہر اعتکاف 2024ء کے اپنے خطابات میں نئی نسل کے ایمان پر اِلحاد اور لادینیت کے فتنے کا سدباب نہایت احسن انداز میں سائنسی حقائق سے کیا ہے۔ سائنس خدا کی ذات کا انکار نہیں کرتی۔ جن اشیاء کو انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی ضروری نہیں کہ اس کا وجود ہی نہ ہو۔ کیا پھولوں کی خوشبو کبھی نظر آتی ہے؟ کیا کسی سائنسدان نے ایٹم کو دیکھا ہے؟ کیا روشنی کی لہروں (Waves of Light) کو کسی نے دیکھا ہے؟ یہ سوالات اُن نظریات پر مبنی ہیں جنہیں سائنس مانتی ہے۔ شیخ الاسلام نے شہر اعتکاف 2024ء کے خطابات میں اس طرح کے بہت سے سوالات کے جوابات سائنسی افکار و نظریات کے تناظر میں دے کر مذہب بیزاری کی ترغیب دینے والے ملحدین کو بالکل لاجواب کر دیا ہے۔ ان میں سے بعض اہم نکات درج ذیل ہیں:

1۔ غیر مرئی اشیاء کے بارے سائنسی افکار و نظریات سے فتنہ الحاد کا ردّ

دین حق کا بڑا حصہ ایمان بالغیب پر مشتمل ہے۔ اسی ایمان بالغیب پر پختہ یقین اور اس کا دلوں میں رسوخ ہماری دنیوی و اُخروی زندگی کی کامیابی کا ضامن ہے۔ لادینیت،

طاغوت اور شیطانی طاقتیں ہر وقت اسی بنیادی عقیدے کو کمزور کرنے کے درپے رہتی ہیں۔سائنسی ایجادات کے نتائج 4 = 2+2 کی طرح لوگوں کے مشاہدے میں آ رہے ہوتے ہیں، چنانچہ مذہب کے متعلق امورِ غیب پر وہ اسی طرح یقین کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے اپنے پہلے خطاب میں ایمان بالغیب کو سائنسی دلائل کی روشنی میں ثابت کرتے ہوئے فرمایا:

”سائنسدان اور سائنس ہر چیز کو صرف directly دیکھ کر فیصلہ نہیں کرتی بلکہ اب جو چیزیں ان سے ماورا ہیں دکھائی نہیں دیتیں سائنس ان کے اثرات کو دیکھ کر بھی ایک نتیجہ اخذ کرتی چلی جاتی ہے اور بہت سے نتائج جب ملتے ہیں تو ان سے استنباط کر کے ان مشاہدات سے حاصل ہونے والے نتائج کے ذریعے وہ جان جائے گی کہ در حقیقت کوئی اور حقیقت ہے جو دکھائی تو نہیں دیتی مگر موجود ہے۔اب یہ دونوں طریقے عقل کے اور سائنس کے متفقہ ہیں اس پر دنیا کا کوئی عقلمند شخص انکار نہیں کر سکتا۔افعال، فعل actions, functions جو چیزیں آپ کو نظر آرہی ہیں جو کائنات میں، دکھائی دیتی ہیں ان سے نتائج اخذ کرتی ہے اور کچھ چیزیں اور ان میں سے جو دکھائی نہیں دیتیں لیکن عقل اِن کو سمجھتی ہے drive کرتی ہے یہ طریقہ invisible ہوتا ہے اور جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہ غیب ہوتا ہے۔“(اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-12، یکم اپریل 2024ء)

جب سائنسدان بذاتِ خود بہت سی اَن دیکھی چیزوں جیسے کائنات کی تخلیق سے متعلقہ راز، مادّے کی بنیائی اِکائی ’ایٹم‘ کی ساخت وغیرہ پر یقین رکھتے ہیں تو مذہب کے درجے میں اَن دیکھی چیزوں پر ایمان لانے اور حقائق کو بغیر دیکھے ماننے میں کون سا اَمر مانع ہے؟

آپ نے بیان کیا:

”آج تک روئے زمین پر کسی سائنس دان نے نیوٹران، الیکٹران پروٹان نہیں دیکھے یا یوں کہہ لیں!سائنس نے آج کے دن تک نہ ایٹم دیکھا ہے، نہ خلیے کا نیوکلیس، نہ الیکٹران ، نہ نیوٹران ، نہ پروٹون مگر سائنس دان پھر بھی بلا چون و چراں ان کو مانتے ہیں جبکہ ایمانی حقیقتوں کے بارے یہ کہنا کہ دیکھے بغیر نہیں مانتے تو یہ ایک تضاد ہے۔“ (اقتباس از خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-12، یکم اپریل 2024ء)

2۔ تخلیق و توسیع کائنات کے بارے بیسویں صدی کی سائنسی تحقیقات

آج سائنس اس حقیقت کا اعتراف کرتی ہے کہ اس کائنات کی تخلیق و توسیع اور اس کی بقا کے قوانین کے پیچھے کوئی بڑی حکمت (Intelligence) پوشیدہ ہے۔ اینڈرو چہارم (Andreo iv) دنیا کے نامور ماہرِ عالم الحیات(Physiologist) میں سے ایک ہے وہ کہتا ہے :

Belief in the existence of God provides the only complete ultimate and rational meaning to existence.

(John Clover Monsma, The Evidence of God in an Expanding Universe, p: 225)

خدا کے وجود پر ایمان لانا ہی دراصل ایک مکمل، حتمی اور معقول ترین کائناتی حقیقت کو تسلیم کرنا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام نے اپنے خطابات میں ایسی سائنسی دریافتوں کو پیش کیا ہے جو سائنسدانوں کو تو بیسویں صدی میں معلوم ہوئی مگر قرآن مجید ان حقیقتوں کو آج سے 1445سال پہلے متعدد مقامات پر بیان کر چکا ہے جو قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔اگر خدا نہ ہوتا تو یہ کیسے معلوم ہوا ؟ جیسے اِرشاد فرمایاگیا ہے:

يَزِيدُ فِى ٱلْخَلْقِ مَا يَشَآءُ۔ [فاطر، ١/٣٥]

اور تخلیق میں جس قدر چاہتا ہے اضافہ (اور توسیع) فرماتا رہتا ہے۔

پھر فرمایا:

وَٱلسَّمَآءَ بَنَيْنَٰهَا بِأَيْيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ [الذّاریات، ٤٧/٥١]

اور آسمانی کائنات کو ہم نے بڑی قوت کے ذریعہ سے بنایا اور یقینا ہم (اس کائنات کو) وسعت اور پھیلاؤ دیتے جا رہے ہیںo

چنانچہ کائنات، جسے اللہ ربّ العزّت نے طاقت اور توانائی کے ساتھ تخلیق کیا ہے، وسیع تر انداز میں ہر سمت پھیلتی اور بڑھتی چلی جا رہی ہے۔'لَمُوسِعُون' کا لفظ خود وُسعت پذیری کے معنی پر واضح دلالت کرتا ہے۔قرآنِ مجید وُسعت پذیری کے عمل کو تخلیقِ کائنات کا تسلسل قرار دیتا ہے۔سورۃ النّحل میں اِرشاد فرمایا گیا ہے:

وَيَخلُقُ مَا لَا تَعلَمُونَ [النّحل، ١٦/٨]

اور وہ (مزید ایسی بازینت سواریوں کو بھی) پیدا فرمائے گا جنہیں تم (آج) نہیں جانتےo

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ رُوسی ماہرِ طبیعیات اور ریاضی دان 'الیگزینڈر فرائیڈ مین' (Alexander Friedman) نے 1922ء میں پہلی بار کائنات کی وُسعت پذیری کا مفروضہ پیش کیا، جسے بعد میں 1929ء میں امریکی سائنسدان 'ایڈوِن ہبل' نے سائنسی بنیادوں پر پروان چڑھایا اور بالآخر 1965ء میں دو امریکی ماہرینِ طبیعیات 'آرنوپنزیاس'(Arno Penzias) اور 'رابرٹ وِلسن'(Robert Wilson) نے اُسے ثابت کیا۔(ملاحظہ ہو خطاب نمبر: Ca-14،3اپریل 2024ء)

نظامِ شمسی، تخلیق و توسیع کائنات، زمین، پہاڑ، کائنات کی اِبتداء، اُس کا پھیلنا، سکڑنا اور اُس کے بعد ہمہ گیر ٹکراؤ پر اختتام کے بارے جدید سائنسی افکار و نظریات اور اسلام کے بیان کردہ حقائق کی ہم آہنگی اس بات کا ثبوت ہے کہ وجود باری تعالیٰ اور ضرورت مذہب پر ایمان لائے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

3۔ رحمِ مادر کے اندر اِنسانی وُجود کی تشکیل و اِرتقاء کے مراحل کے بارے سائنسی افکار و نظریات سے فتنہ الحاد کا رد

قرآنِ مجید میں رحمِ مادر کے اندر اِنسانی وُجود کی تشکیل و اِرتقاء کے سات مراحل کا ذِکر ہے،جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے اپنے خطاب میں جدید ایمبریالوجی (Embryology) سے متعلقہ قرآنی آیات پیش کرکے ایسے حقائق بیان کئے جنہیں انسان کو سائنسی تحقیقات کے ذریعے پچھلی اور موجودہ صدی میں پتہ چلا ہے جبکہ قرآنِ مجید میں اِس تخلیقی عمل کی تصریح و تائید آج سے 1445 سال قبل آئی ہے۔اس جدید تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے۔اس بارے انہوں نے کینیڈا کی ٹورانٹو یونیورسٹی (University of Toronto) میں شعبۂ اناٹومی کے پروفیسر ڈاکٹر کیتھ ایل مور (Dr Keith L. Moore) کے بہت سے حوالے دیئے کہ انہوں قرآنی حقائق کو جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں تسلیم اور ثابت کیا ہے۔انہوں نے کہا:

"The only reasonable conclusion is that these descriptions were revealed to Muhammad from God."

ڈاکٹر کیتھ ایل مور کے نظریات سے ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ وحی ربانی تھی جو اللہ نے اپنے پیغمبر محمد مصطفی پہ نازل کی تھی۔اگر وہ اللہ کی وحی نہ ہوتی اور سیدنا محمد مصطفی اللہ تعالی کے سچے پیغمبر نہ ہوتے تو وہ یہ تفصیلات کبھی بتا نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کی کوئی scientific training تو نہیں ہوئی تھی، اور نہ اس وقت ساتویں ہجری میں یہ سائنس کے آلات اور ایجادات موجود تھے۔

انسان کی تخلیق کے یہ سارے مظاہر اور عجائبات جس کی تائید و تصدیق آج بیسویں صدی میں سائنس نے کر دی ہے، اسے اللہ کے رسول نے وحی کے ذریعے ساتویں صدی میں صحت کے ساتھ بتایا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اللہ کی ذات ہے ، جس کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے مبعوث کیے ہوئے نبی اور رسول اور آخری پیغمبر تاجدار کائنات حق ہیں۔گویا سائنس نے evidence سے اللہ اور اس کے رسول، قرآن اور دین و مذہب اسلام کا حق اور سچ ہونا ثابت کیا ہے۔

(خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-15، 4اپریل 2024ء)

قرآن مجید نے تخلیقی مرحلے سے متعلق لطیف ایک بات کی ہے۔اِرشاد فرمایا گیا ہے:

ثُمَّ سَوَّىٰهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِۦۖ وَجَعَلَ لَكُمُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَٰرَ وَٱلْأَفْـِٔدَةَۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ

[السجدۃ، ۳۲/۹]

پھر اس (میں اعضاء) کو درست کیا اور اس میں اپنی روحِ(حیات) پھونکی اور تمہارے لئے (رحمِ مادر ہی میں پہلے) کان اور (پھر) آنکھیں اور (پھر) دل و دماغ بنائے، تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہوo

جدید سائنسی افکار و نظریات کے مطابق بھی نظامِ سماعت کو نظامِ بصارت اور نظامِ عقل و فہم پر تقدم حاصل ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر کیتھ ایل مور (Dr. Keith L. Moore) نے بھی اس کا ذکر کیا ہے:

This part of Sura 32:9 indicates that special senses of hearing, seeing and feeling develop in this order, which is true.

سورۃ السجدہ کی آیت نمبر 9 کا یہ حصہ اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مخصوص حسِ سامعہ، حسِ باصرہ اور حسِ لامسہ بالترتیب نمو پاتی ہیں اور یہی حقیقت ہے۔

تخلیقِ انسانی کے بارے میں یہ وہ سائنسی حقائق ہیں جنہیں قرآنِ مجید آج سے پندرہ سو سال پہلے منظرِ عام پر لایا اور آج جدید سائنس نے اُن کی تصدیق وتائید کر دی ہے۔ اِس سے باری تعالیٰ کے نظامِ ربوبیت کی عظمتوں اور رِفعتوں کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید کی حقانیت اور نبوتِ محمدی کی صداقت و قطعیت کی ایسی عقلی دلیل بھی میسر آتی ہے جس کا کوئی صاحبِ طبعِ سلیم اِنکار نہیں کر سکتا۔

4۔ جسم انسانی میں ہڈیوں کے جوڑ کے بارے سائنسی افکار و نظریات

شیخ الاسلام دامت برکاتہم نے اپنے خطاب میں انسانی جسم میں ہڈیوں کے جوڑ کی تعداد کے بارے latest سائنسی تحقیق پر مبنی ایک کتاب

Biomaterials for implants and scaffold's (Springer series in biomaterials science and engineering; 8)

جس کے رائٹرز Japanese اور chines سائنٹسٹ ہیں اس کے صفحہ 5 اور دیگر بہت سی کتب کا حوالہ دیا کہ جسم انسانی میں کل جوائنٹس 360 ہیں۔ یہ تازہ ترین سائنسی انکشاف ہے جبکہ آقا نے آج سے 1445 سال پہلے بتادیا تھا کہ انسانی جسم میں 360 ہڈیوں کے جوڑ ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے مروی ایک روایت میں آپ نے فرمایا:

خُلِقَ ابْنُ آدَمَ عَلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ وَسِتِّينَ مَفْصِلًا.

(أبو يعلى، المسند، 8: 64، الرقم: 4589)

ہر انسان کا جسم 360 ہڈیوں کے جوڑوں پر بنایا گیا ہے۔

گویا آج جدید سائنس نے فرمانِ رسول کی تصدیق کر دی ہے اور یہ ثابت ہوگیا ہے کہ خدا کا وجود ہے اگر خدانہ ہوتا تو مصطفی کو یہ علم کس نے سکھا دیا تھا؟ اس ایک تحقیق سے ہی الحاد و لا دینیت کا پورا قلعہ مسمار ہو جاتا ہے۔

لمحہ بہ لمحہ سائنس جوں جوں ترقی کرتی جا رہی ہے وہ حضور کی بتائی ہوئی حقیقتوں کی تصدیق پر سر تسلیم خم کرتی جا رہی ہے۔

5۔انسانی جسم کے خلیات کے بارے سائنسی افکار و نظریات سے رد الحاد

جدید سائنسی افکارو نظریات ، قرآن مجید اور ارشادات نبوی اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی زندگی کی ابتدا نفس واحدہ یعنی ایک خلیہ (cell) سے ہوئی ہے۔آپ نے خلیات پر بہت ہی تفصیلی بات کی اور ثابت کیا کہ خلیات(cells) کا نظام اعلان کر رہا ہے کہ اسے چلانے والا ایک خدا ہے۔خود سائنس دان اقرار کرتے ہیں کہ ان باریک باریک خلیات کے اندر پوری کائنات کو وجود دینے والا، سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جیسے انسانی خلیات کا ماہر سائنس دان اسٹیفن سی میئر [Stephen C. Meyer 1958ce] نے لکھا ہے:

That nature bears witness to that reality.

(Stephen C. Meyer: The Explanatory Power of Design DNA and the Origin of Information, p. 1)

”ہر چیز کی فطرت اور ماہیت اللہ کے وجود کی تصدیق کرتی ہے۔“

شیخ الاسلام مدظلہ نے اپنے خطابات میں اِنسانی خلیوں کی اَقسام اور DNA پر بھی تفصیل سے روشنی ڈال کر فتنہ الحاد کا رد کیا ہے۔(خطاب شیخ الاسلام، خطاب نمبر: Ca-16، 5اپریل 2024ء)

سائنسی افکار و نظریات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس دان یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اس کا محرک آخر کوئی تو ہے؟ گویا سائنس نے اپنے طریقے سے اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کا راستہ دکھایا ہے کہ خدا کے وجود کے بغیر کائنات خود بخود چل ہی نہیں سکتی۔

لیڈر
عظیم ماؤں کی گود سے تربیت پاتے ہیں

سعدیہ کریم اسلامک سکالر

عورت معاشرے کی اساس ہوتی ہے۔ معاشرے کی تعمیر میں عورت کا کردار کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ علم وادب سے مزین عورت پورے معاشرے کے لیے باعث خیر و ثمرات ہوتی ہے۔

لیڈر کے اوصاف

عظیم رہنما، قائد اور لیڈر عظیم ماؤں کی گود سے تربیت پاتے ہیں۔ لیڈر وہ ہوتا ہے جو معاشرے کو متحرک کرتا ہے جو ایسے فیصلے کرتا ہے جو پورے معاشرے کے لیے نفع بخش ہوتے ہیں۔ وہ زمانہ شناس ہوتا ہے علم و عمل کا مرقع ہوتا ہے۔ حق و باطل کا فرق کرنے والا اور بروقت فیصلہ کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ وہ آنے والی نسلوں کو درست سمت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وہ مشکل ترین حالات میں اپنے اعصاب، احساسات و جذبات کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ زمانے کے مسائل اور حالات سے آگاہ ہوتا ہے۔ دوسروں کی زندگی میں انقلاب لانے کی صلاحیت رکھتا ہے جو دوسروں کو متاثر کرتا ہے اور معاشرے کے مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔ مشکلات سے نکلنے کے لیے نئے راستے تلاش کرتا ہے وہ اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کو یکجا کرتا ہے اور فتح و کامیابی کی طرف لے کر جاتا ہے۔ وہ لوگوں میں ولولہ اور امنگ پیدا کرتا ہے تاکہ لوگ

مقاصد کے حصول کے لیے متحرک ہوں۔ وہ لوگوں کا حوصلہ بنتا ہے۔ وہ مختلف قسم کے لوگوں میں اتحاد و یگانگت کو فروغ دیتا ہے تاکہ وہ متحد ہو کر مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں۔

ایک لیڈر بے مثال بصیرت اور دور اندیشی کا حامل ہے جس کی بدولت وہ انھیں معاشرے کے افراد کی اجتماعی خواہشات اور توقعات کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ دیانت داری اور باہمی ہمدردی کا نمونہ ہوتا ہے۔ ہر زمانے اور ہر معاشرے کو ایک ایسے ہی باکردار اور باہمت لیڈر، رہنما اور رہبر اور قائد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو معاشرے کی اجتماعی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ بہت سے لوگ اپنے اوصاف و کردار کی بدولت معاشرے میں اہم مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ ان اوصاف میں علم و مثبت سوچ، مثبت عمل، بصیرت، خود اعتمادی، انصاف پسندی، راست بازی، وفاداری، بے غرضی، اخلاص و تقویٰ، ہمت و حوصلہ، قوت فیصلہ سازی، تحمل و بردباری، جوش و ولولہ شامل ہیں۔ اچھا قائد اور لیڈر معاشرے کی ترقی اور کارکردگی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

لیڈر کیسے بنتے ہیں؟

اچھے لیڈر پیدا نہیں ہوتے بلکہ بنائے جاتے ہیں اور لیڈر یا قائد کی زندگی میں اس کی والدہ کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ ماں کی گود ہی انسان کی پہلی تعلیم گاہ اور تربیت گاہ ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلام میں عورت کی عزت و اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور عورت کو مساوی معاشرتی حقوق کے ساتھ ساتھ علم حاصل کرنے کا حق بھی دیا گیا ہے کیونکہ اگر عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو ہی معاشرہ تعلیم یافتہ ہوگا اور معاشرے کے افراد بہترین، رہنما، قائد، لیڈر اور رہبر بن سکیں گے۔ اصلاح معاشرہ اور لیڈر کی تربیت میں عورت کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

قرون اولیٰ سے لے کر آج تک ہر کامیاب مرد اور قائد و رہنما کی زندگی میں عورت کا کردار نظر آتا ہے۔ عورت کے مقام و مرتبے کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے۔ عورت کی تربیت سازی کی صلاحیت کے پیش نظر ہی نپولین نے کہا تھا کہ:

”تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمھیں اچھی قوم دوں گا۔“

اسی طرح ہر کامیاب مرد کی زندگی میں اس کی ماں، بہن یا بیوی کی محنت اور کوشش سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ بڑے بڑے مفسرین، محدثین، صوفیاء آئمہ اور فقہا کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگیوں کی کامیابیوں کے پیچھے ان کی ماؤں کا کلیدی کردار ہے۔ ان کی ماؤں نے ان کی ایسی تعلیم و تربیت کی اور ان کو ایسے اعلیٰ اوصاف سے مزین کیا کہ رہتی دنیا تک ان کا نام روشن رہے گا اور

ماؤں نے ان کی ایسی تعلیم و تربیت کی اور ان کو ایسے اعلیٰ اوصاف سے مزین کیا کہ رہتی دنیا تک ان کا نام روشن رہے گا اور
لوگ ان سے اکتساب فیض کرتے رہیں گے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ عظیم ماؤں کی گود سے ہی عظیم لیڈر پروان چڑھتے ہیں اور یہی عظیم لیڈر معاشرے کی مثبت تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر ماں خود باکردار باحیا، تعلیم و تربیت یافتہ اور اعلیٰ اوصاف کی حامل نہ ہو تو وہ اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت بھی نہیں کر سکتی۔ ان کے اوصاف و کردار میں خوبیاں پیدا نہیں کر سکتی۔ والدین کی شبانہ روز اور انتھک کوششوں سے ہی ان کے بچوں میں قائدانہ صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں۔ درست، مثبت اور بروقت فیصلہ کرنے کا شعور پیدا ہوتا ہے اور وہ معاشرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔

اگر ہم عظیم رہنماؤں اور لیڈروں کی زندگیوں پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ بڑے بڑے فقہاو محدثین اور قائدین کی زندگی کی کامیابیوں میں خواتین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ عورت اپنے ہر رشتے میں بے مثال نظر آتی ہے چاہے وہ ماں ہو، بہن ہو، بیٹی ہو یا بیوی مرد کی زندگی میں اس کا کردار واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں قرون اولیٰ کی خواتین کی مثالیں ہمیشہ قابلِ ذکر رہتی ہیں۔ جنھوں نے لیڈر اور قائد بنانے میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ اس حوالے سے چند خواتین کا ذکر درج ذیل ہے:

نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے اپنے بیٹے حضرت زبیر بن عوامؓ کی وہ بے مثال تربیت کی جس کا ذکر ہمیشہ جاری رہے گا اور لیڈر کی کردار سازی میں ان کی مثال دی جاتی رہے گی۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کی کہ بہادری، شجاعت، تحمل و بردباری اور دیگر اعلیٰ صفات حضرت زبیرؓ کی شخصیت کا خاصا تھے۔ اس تربیت کے دوران انھیں سختی کا رویہ بھی اختیار کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ حضرت زبیرؓ کے چچا نے شکایت کی اور زیادہ سختی کی وجہ دریافت کی۔ مگر وہ اس کے جواب میں تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشعار کہتیں جن کا ترجمہ ہے کہ

”جس نے یہ کہا کہ میں اس سے بغض رکھتی ہوں اس نے جھوٹ کہا، میں تو اس کو صرف اس وجہ سے مارتی ہوں کہ وہ عقلمند ہو جائے۔“

پھر دنیا نے اس تربیت کا نتیجہ دیکھا کہ کس طرح حضرت زبیرؓ اسلام کے مجاہد بنے اور پوری زندگی دین حق کی سربلندی میں بسر کر دی اور ماں کی تربیت کا حق ادا کر دیا۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوریؒ جنھیں معروف محدث اور امیر المومنین فی الحدیث ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی شخصیت سازی میں بھی ان کی والدہ نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ ان کے مالی حالات خراب تھے اور وہ اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے تھے لیکن ان کی والدہ نے کسب معاش کی ذمہ داری خود لے لی اور انھیں علم حاصل کرنے کے لیے آزاد کر دیا۔ ان کی والدہ سوت کات کر ان کی پرورش اور تعلیم کے اخراجات پورے کرتی تھیں۔ اس بارے میں امام وکیعؒ لکھتے ہیں کہ

"حضرت سفیان ثوریؒ کی والدہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے علم طلب کرو میں اپنے تکلہ (سوت کاتنے کا آلہ) کے ذریعے تمھاری کفالت کروں گی۔"

وہ اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتی تھیں کہ:

"اے میرے بیٹے! جب تم دس حروف سیکھ لو تو دیکھو کہ تم پر اس علم کا کیا اثر ہوا ہے۔ اگر تمھاری چال ڈھال، علم و بردباری اور وقار میں اضافہ نہ ہوا تو سمجھ لو کہ تمھارا علم نافع نہیں ہے۔ یہ نہ تمھیں نفع دے گا اور نہ تمھیں نقصان پہنچائے گا۔"

ماں کی بے مثال تربیت نے ہی حضرت سفیان ثوریؒ کو علم کے آسمان کا چمکتا ستارہ بنا دیا۔

امام مالکؒ کے نام سے کون واقف نہیں۔ ان کی کامیاب زندگی اور کردار سازی میں ان کی والدہ نے اہم کردار ادا کیا۔ وہ انہیں علم کے حصول کے لیے نکلتے وقت باقاعدگی سے تیار کرتی تھیں۔ ادب و اخلاق سکھاتی تھیں حضرت امام مالکؒ فرماتے تھے کہ

"میری والدہ مجھے عمامہ باندھتی اور مجھ سے کہتی تھیں کہ ربیعہؒ کے پاس جا کر اس کے علم سے پہلے اس کا ادب سیکھو۔"

یعنی والدہ انہیں حصول علم سے پہلے ادب سکھاتی تھیں کیونکہ علم بغیر ادب کے نافع نہیں ہوتا۔

علامہ ابن الحجر کی زندگی میں ان کی بہن کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ بچپن میں ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ بہن نے پہلے خود تعلیم حاصل کی پھر اپنے بھائی کی تعلیم و تربیت کا معرکہ سر کیا۔ ان کے بارے میں علامہ ابن الحجر لکھتے ہیں کہ

میری بہن میرے ساتھ نیکی اور احسان کرنے والی تھیں اس کی کم عمری کے باوجود میں نے اس سے اور اس کے آداب و اخلاق سے بہت استفادہ کیا۔

آپ اپنی بہن کو ماں کا درجہ دیتے تھے۔ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ

"میری بہن قاریہ، کاتبہ اور ذہین و فطین تھی اور میری حقیقی ماں کے بعد میری ماں تھی۔"

ان کی بہن کی شبانہ روز محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہی تھا کہ امام ابن الجحر نے علم و آداب میں اعلیٰ مقام حاصل کیا اور لوگوں کی فلاح و خیر کا باعث بنے۔

حضرت ربیعہؒ ایک بلند پایہ فقیہ اور مشہور محدث گزرے ہیں ان کی پیدائش سے پہلے اُن کے والد جہاد پر روانہ ہو گئے۔ جانے سے پہلے بیوی کو نان و نفقہ کی غرض سے تیس ہزار دینار دیئے۔ جہاد کے بعد حالات ایسے ہوئے کہ وہ لمبے عرصے تک وطن واپس نہ آسکے۔ آخر کار 27 سال بعد جب گھر واپس لوٹے تو بیٹا جوان ہو چکا تھا اور والدہ کی عمدہ تربیت اور شبانہ روز کاوشوں سے اپنے زمانے کا بہت بڑا محدث، فقیہ اور عالم کا مرتبہ حاصل کر چکا تھا۔

بیٹے کو دیکھ کر پہچان نہ سکے بیٹا مسجد چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد بیوی سے حال احوال دریافت کیے اور تیس ہزار دینار کے بارے میں پوچھا تو بیوی نے جواب دیا کہ وہ پیسے خرچ ہو چکے ہیں۔ عنقریب آپ کو لٹا دوں گی اور اپنے شوہر سے کہا کہ وہ مسجد جا کر نماز پڑھیں۔ وہ مسجد چلے گئے اور نماز پڑھنے کے بعد وہاں کے حلقہ درس میں شامل ہوئے جہاں پر بہت سے لوگوں کے درمیان ایک نوجوان عالم بیٹھا درس دے رہا تھا۔ انھوں نے لوگوں سے عالم کے بارے میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ ابو عبد الرحمن فروع کا بیٹا ربیعہ ہے وہ اپنے بیٹے کا مقام و مرتبہ سن کر بہت خوش ہوئے اور گھر آکر بیوی سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اتنی عمدہ حالت اور مقام پر دیکھا ہے کہ کسی دوسرے فقیہ کو نہیں دیکھا۔ اس پر بیوی نے جواب دیا کہ کیا آپ وہ تیس ہزار دینار زیادہ پسند کرتے ہیں یا بیٹے کی یہ عزت جو اس کو حاصل ہے؟ فروع نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اپنے بیٹے کی یہ حالت زیادہ پسند ہے تو بیوی نے بتایا کہ میں نے وہ تیس ہزار دینار بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خرچ کر دیئے ہیں۔

حاصل کلام

ان تمام واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی قائد اور لیڈر کی زندگی میں ایک خاتون نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ امت مسلمہ کے اکابرین اور علماء کرام کے بلند مقام و مرتبے اور ان کی کامیابی کے پیچھے پاکیزہ خواتین کا اہم کردار ہے۔ یہ لوگ امت کے رہنما و امام بنے اور زمانے کو علم و ادب سے آراستہ کرنے میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

ملکی ترقی میں خواتین کا کردار

ڈاکٹر انیلہ مبشر

صدیوں پر محیط تاریخ کے طویل سفر نے یہ حقیقت واضح کر دی ہے کہ روئے زمین پر نوع انسانی کی بقا اور ترقی مرد و زن کی مشترکہ اور باہمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ رب العزت نے انھیں کچھ اس طرح لازم و ملزوم بنایا ہے کہ دونوں ہی معاشرہ کا کامل جزو اور مساوی طور پر ایک دوسرے کے شریک کار ہیں۔ عورت کو صنف نازک، حیا اور نسوانیت کا پیکر سمجھا جاتا ہے۔ اس سراپا لطف و کرم میں خلوص، ہمدردی، عشق و محبت، ایثار اور مستقل مزاجی کے صادق جذبے کچھ اس طرح نمو پاتے ہیں کہ کہیں تو وہ حسن و جمال کا استعارہ کہلاتی ہے، کہیں مرد کا لباس، دکھ سکھ کا ساتھی اور کہیں نسل انسانی کی پیدائش، پرورش اور رہنمائی کے کار خیر کی عظمت کے پیش نظر قدموں تلے جنت کی بشارت سے بہرہ مند ہوتی ہے۔ قدرت نے اسے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے روپ میں مرد کی عزت، احترام، محبت اور شفقت کی حقدار ٹھہرایا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے تصویرِ کائنات میں قوس قزاح کے رنگ وجودِ زن کے سنہری اور پہلے عکس سے عبارت رہے ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ماضی میں دنیا کے متمدن معاشروں اور تہذیبوں میں بھی قدرت کے ودیعت کردہ اعلیٰ اوصاف کے باوجود عورت کو کمتر سمجھا جاتا رہا۔ عورت کو جسمانی طور پر کمزور اور حقیر جانتے ہوئے دوسرے درجے کی مخلوق قرار دیا جاتا۔ ہندوستان میں ''منو سمرتی'' میں عورت کو پاؤں

کی جوتی قرار دیا گیا۔ عہد جاہلیت کے عرب معاشرے میں بنتِ حوا کو کوئی مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا۔ وہ جنسِ بے مایہ کی طرح بکتی یا زندہ دفن کر دی جاتی وراثت میں اسے کوئی حق حاصل نہ تھا۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے تمام تر احکامات میں انسانی نفسیات کو مدنظر رکھا گیا ہے اور مرد و زن دونوں کے حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحیثیت انسان ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً۔

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔“ (النساء، ۴: ۱)

اس آیت کریمہ کے مطابق مرد اور عورت کو انسانیت میں مساوی درجہ حاصل ہے۔ جدوجہد حیات میں روحانی و اخلاقی سطح پر دونوں میں کامل مساوات ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

انما النسا شقائق الرجال۔ (السنن ابوداؤد)

عورتیں مردوں کی ہم مثل ہیں۔

یعنی دونوں ہم پلہ اور ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔

عہد نبوی ﷺ پر ایک نظر ڈالیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ خواتین سیاسی، سماجی اور معاشی سرگرمیوں میں برابر حصہ لیتی رہیں اور معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں اپنے فطری تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے حصے کی ذمہ داریاں نبھاتی رہیں۔ چنانچہ معاشرے کی ابتدائی اکائی خاندان کے استحکام میں عورت کا بنیادی عائلی کردار ہو یا حصول علم کی ذمہ داری، محاذ جنگ میں خدمات کی انجام دہی ہو یا زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت کے میدان میں معاشی ترقی، جائیداد کے مالکانہ حقوق کا مسئلہ ہو یا اظہار رائے کی آزادی، اسلام نے عورت کے حق کو نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ معاشرے میں باعزت اور بلند مقام سے بھی نوازا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں مسلمان مردوں کے دوش بدوش مسلم خواتین بھی علوم و فنون کی تحصیل میں نظر آتی ہیں۔ اس دور مبارکہ میں عورتوں کو قرآن پاک حفظ کرنے کا خاصہ ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، ام سلمہؓ اور حضرت ام ورقہؓ پورے قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔ ان کے علاوہ بے شمار صحابیات قرآنی علوم و فنون میں مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت ام سعدؓ تو قرآن کا درس دیا

کرتی تھیں جس سے عورتیں اور مرد برابر مستفید ہوا کرتے۔ حضرت عائشہؓ سے دو ہزار دو سو دس احادیث منقول ہیں یہ عدد حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کے فتاوی کا ذخیرہ بھی بہت ضخیم ہے۔ علم فقہ میں حضرت عائشہؓ کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت اسماء لیلیٰؓ، حضرت ام الدرداؓ اور بہت سی بزرگ ہستیاں ہیں جن کے علمی کمالات اور فقہی اجتہادات سے اسلامی علوم کا دفتر مالا مال ہے۔

جنگ کی حالت میں اسلام خواتین کو اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی خدمت میں حصہ لیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں، پیاسوں کو پانی پلائیں، سپاہیوں کے لیے کھانا پکائیں، مجاہدین کے جانے کے بعد کیمپ کی حفاظت کریں۔ غزوہ احد میں بھی صحابیات نے یہ خدمات سرانجام دیں۔ اسی غزوہ میں آنحضور ﷺ زخمی ہو گئے تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی جلا کر راکھ آپ کے زخم میں بھری جس سے خون فوراً بند ہو گیا۔ اسی غزوہ میں حضرت ام عمارہؓ نے نہایت بہادری و دلیری سے آنحضور ﷺ کی حفاظت کی۔ آپ کے گرد چند مسلمان باقی رہ گئے تھے جب ام عمارہؓ نے تلوار اور نیزہ سے کفار کا مقابلہ کیا۔ جنگ کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ نے آپ کے کارنامے کی بہت ستائش فرمائی۔

اسلام نے عورت کی جدوجہد اور پروازِ عمل کے لیے وسیع تر فضا مہیا کی ہے۔ وہ تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت میں رتی کا حق رکھتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ تجارت کے پیشہ سے وابستہ متمول خاتون تھیں۔ انھوں نے اپنی مرضی سے اپنی آمدنی اپنے اہل و عیال اور اسلام کی ترقی و ترویج پر خرچ کی۔ مختلف روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابیات بھی تجارت کرتی تھیں جن میں قیلہؓ نامی ایک صحابیہ اور اسمابنت مخزمہؓ کے نام قابل ذکر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میں صنعت و حرفت سے واقف ہوں اور اس سے جو کماتی ہوں کیا شوہر اور بچوں پر خرچ کر سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں تم کو اسکا اجر ملے گا۔" روایات سے ثابت ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین کاشتکاری کرتی تھیں اور اسی سلسلے میں کھیتوں اور باغات میں جاتی تھیں۔ خواتین کو اظہار رائے کی آزادی تھی۔ بطور خلیفہ حضرت عثمان غنیؓ کے انتخاب کے وقت باپردہ خواتین سے بھی ان کی رائے معلوم کی گئی۔

الغرض اسلام نے ایک صالح معاشرہ کے قیام کے لیے عورت کو انقلابی نوعیت کے حقوق عطا کیے ہیں اور خواتین و حضرات کی ذمہ داریوں میں ایک توازن قائم کیا ہے مثلاً علم حاصل کرنا دونوں کا فرض ہے، وراثت میں دونوں کا حصہ ہے۔ گناہ و ثواب کے احکامات دونوں پر یکساں لاگو ہوتے ہیں۔ دونوں

کے لیے حلال و حرام کی حدود ایک جیسی ہیں۔ دونوں تجارت، زراعت، صنعت و حرفت اور کسب معیشت میں حصہ لے سکتے ہیں، دونوں کو اظہار رائے عمل اور ارادہ کی آزادی ہے۔ دونوں کے معاشرتی اور عائلی درجات میں توازن قائم کیا گیا ہے۔ معاشرتی اکائی خاندان میں مرد کو قوی اور مضبوط جسمانیت کی بدولت عورت پر ایک درجہ برتری حاصل ہے تو بطور ماں عورت کا درجہ باپ کے مقابلے میں تین درجے بلند ہے۔ گویا معاشرتی تعمیر و ترقی میں عورت کے پاکیزہ وجود کی عظمت کو ہر اعتبار سے تسلیم کیا گیا ہے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ بھی ایک ایسا پاکستان چاہتے تھے جہاں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہو کر ملک کو کامیابی کی راہ پر گامزن کر سکیں۔ آپ نے قومی ترقی میں خواتین کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی آگے نہ بڑھیں۔“ (مسلم کنونشن دہلی، 1946ء)

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناحؒ نے اپنے بھائی کے افکار و نظریات کو آگے بڑھاتے ہوئے مسلم خواتین میں وہ جذبہ و جنون اجاگر کیا کہ وہ تحریک و قیام پاکستان کی جدوجہد میں مردوں کے دوش بدوش میدان عمل میں نکل آئیں۔ تحریک کے انہی دنوں کو یاد کرتے ہوئے آپ فرماتی ہیں: ”جب میں حصول پاکستان کے ضمن میں ہندوستان کی مسلم خواتین کی جدوجہد کو یاد کرتی ہوں تو میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ وہ آپ ہی تھیں جنھوں نے مردوں کے ذہن میں ایک انقلاب برپا کر دیا تھا اور اپنے حلقہ اثر میں اس نظریہ کی اشاعت کی یہاں تک کہ اپنے نوعمر بچوں کے دلوں میں بھی اس کے حصول کا ایک زبردست ولولہ پیدا کر دیا۔“

آپ کی بے لوث کوششوں سے مسلم خواتین کا ایک ایسا ونگ قائم ہوا جو قیام پاکستان کے بعد بھی سرگرم عمل رہا۔ ان نمایاں خواتین رہنماؤں میں بیگم سلمیٰ تصدق حسین، بیگم جہاں آرا شاہنواز، محترمہ نصرت ہارون، بیگم وقار النساء نون، بیگم شائستہ اکرام اللہ، محترمہ فاطمہ صغریٰ اور بیگم رعنا لیاقت علی خان قابل ذکر جنھوں نے عوامی سطح پر خواتین کی فلاح و بہبود اور سیاسی، معاشی و معاشرتی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ محترمہ فاطمہ جناح نے 1965ء میں ایوب خان کے مقابل صدارتی انتخاب لڑا اور بیگم رعنا لیاقت علی خان کے ساتھ مل کر 1969ء میں (APWA) آل پاکستان ویمنز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ یہ فلاحی تنظیم خواتین کی فلاح و بہبود کے مختلف شعبہ جات مثلاً صحت، تعلیم قانونی و مالی امداد کے لیے آج بھی سرگرم عمل ہے۔

نامساعد حالات میں بھی پاکستانی خواتین نے ملک کو ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور اپنی بے مثل کوشش و کاوش سے پاکستان کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئیں۔ ان میں وزیراعظم، اسپیکر قومی اسمبلی، قائد حزب اختلاف، وفاقی وزرا، جج اور مسلم افواج میں اعلیٰ کمیشن کے عہدوں پر فائز ہوئیں۔ شائستہ اکرام اللہ پاکستانی آئین ساز اسمبلی کی پہلی خاتون منتخب رکن تھیں۔ بے نظیر بھٹو پہلی خاتون وزیراعظم بنیں وہ کسی بھی مسلم ملک کی سربراہی کے لیے منتخب ہونے والی پہلی خاتون تھیں۔ اسی طرح مریم نواز پہلی خاتون وزیر اعلیٰ منتخب ہوئیں۔ جسٹس ناصرہ اقبال علامہ اقبال کی بہو اور اولین خواتین ججوں میں سے ایک ہیں۔ میجر جنرل شاہدہ ملک اور میجر جنرل زہرا نگار عسکری ادارے میں اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ پاک فضائیہ کی پائیلٹ 24 سالہ مریم مختار پہلی خاتون شہید پائلٹ ہیں۔ شمیم اختر کو پاکستان کی پہلی ٹرک ڈرائیور ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ اسی طرح ایک طویل فہرست ہے جو خواتین کی اعلیٰ صلاحیتوں کے اعتراف میں پیش کی جاسکتی ہے۔

قائد کے ویژن کو لے کر پاکستان میں خواتین نے انفرادی کوششوں سے مختلف شعبہ جات میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور خود کو مردوں کے ہم پلہ ثابت کیا۔ شبانہ روز محنت کی بدولت خواتین طب، تعلیم، انجینئرنگ، آئی ٹی، عدلیہ، انتظامیہ، وکالت، پولیس، بزنس، فیشن ڈیزائننگ، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، ہوابازی، کھیل غرض ہر شعبہ ہائے زندگی میں بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ تعلیمی درسگاہ سے لے کر سیاست کے ایوانوں تک پرعزم اور مقدور بھر محنت و کوشش میں مصروف عمل ہیں۔

شہروں میں خواتین انفرادی اور اجتماعی سطح پر مقاصد کی تکمیل میں خلوص نیت سے سرگرم عمل ہیں اور کسی حد تک کامیاب بھی ہیں مگر گاؤں اور دیہات میں حالات اس کے برعکس ہیں۔ پاکستان کی دیہی خواتین ناخواندگی، جہالت اور مردوں کی بالادستی کی وجہ سے ابتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ وہ گھروں میں مشقت طلب کاموں کے ساتھ کھیتوں، کھلیانوں میں مردوں کا ہاتھ بٹانے کے باوجود عمومی زندگی میں بہتری کے آثار سے محروم ہیں۔ بھٹوں پر کام کرنے والی محنت کش خواتین سخت محنت کے باوجود غربت اور عسرت میں زندگی گزار رہی ہیں۔ گھروں میں دست کاری کرنے والی خواتین بھی قلیل معاوضہ حاصل کر پاتی ہیں۔ اسی طرح گھروں میں کام کرنے والی خواتین انتہائی قلیل اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہیں اور حکومتی عدم توجہی کے باعث گوناگوں مسائل کا شکار ہیں۔

صحت، تعلیم، معاشی ابتری اور غربت وافلاس کے ساتھ ساتھ خواتین کو بے شمار معاشرتی و عائلی مسائل کا بھی سامنا ہے مثلاً جہیز کی بنیاد پر گھریلو تشدد، کم عمری میں شادی، جبری شادی، نومولد بیٹیوں

کا قتل اور غیرت کے نام پر قتل۔ اگرچہ پاکستان میں نافذ العمل 1973ء کے آئین میں منفی مساوات کی ضمانت دی گئی ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ صرف جنس کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حکومت نے تشدد کی روک تھام، ہراسگی اور کم عمری کی شادی سے متعلق تحفظ نسواں کے متعدد قوانین بنائے ہیں مگر خواتین کی کثیر تعداد گھر اور ملازمت کی جگہ مردانہ برتری کے ناروا سلوک کا شکار تو ہوتی ہے مگر مخصوص سماجی اور معاشرتی حالات کے پس منظر میں ان قوانین سے مکمل طور پر مستفید نہیں ہو پاتیں۔

وہ بنیادی حقوق جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے خواتین کو تفویض کیے تھے، مقامی رسم و رواج اور حدود و قیود کو دین سمجھ کر عورت سے چھین لیے جاتے ہیں۔ اگر ہم نے ملکی سطح پر سماجی فلاح و بہبود، معاشرتی نظم و ضوبط، معاشی استحکام اور سیاست و معاشرت کے شعبہ حیات میں ترقی کی منازل طے کرنی ہیں تو روایت و جدت میں توازن قائم کرتے ہوئے عورت کے مثبت کردار کو تسلیم کرنا ہو گا۔ قرآن و سنت میں موجود قوانین اور آئین پاکستان پر عمل درآمد کرتے ہوئے عورت کو ہر ممکن تحفظ فراہم کرنا ہو گا۔ حکومت اور فلاحی اداروں کو ترجیحی بنیادوں پر عوام میں آگاہی و شعور بیدار کرنا ہو گا۔ اسی صورت میں خواتین جو ہماری آبادی کا 48.76% ہیں ملکی تعمیر و ترقی میں فعال کردار ادا کرنے کی متحمل ہو پائیں گی۔

خواتین میں بیداری شعور و آگہی کے لیے کوشاں

ماہنامہ دختران اسلام لاہور

کی سالانہ خریداری حاصل کریں

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ
بیگم رفعت جبین قادری

فی شمارہ: 60 روپے
سالانہ خریداری: 700 روپے

اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات کو سالانہ خریداری کی صورت میں تحفۃً بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-5169111-3, 111-140-140 Ext: 149
Whatsapp: 0305-4547289, 0300-8105740
www.minhaj.info, Email: sisters@minhaj.org

موسم سرما اور صحت عامہ

ڈاکٹر راحت جبیں

سردیوں میں صحت کے مسائل اور ان کا حل

موسم سرما میں خواتین اور بچوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

علاقائی اعتبار سے پاکستان کے موسم میں بہت زیادہ تغیر پایا جاتا ہے۔ایسے علاقے بھی ہیں جو ملک کے سرد ترین علاقوں میں شمار کیے جاتے ہیں جیسے مری، قلات، کوئٹہ، زیارت اور شمالی علاقہ جات جہاں کم از کم درجہ حرارت منفی گیارہ ڈگری سینٹی گریڈ تک بھی پہنچ جاتا ہے اور ایسے علاقے بھی ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت پچپن سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔اسکول اور کالجوں میں سالانہ چھٹیاں بھی اسی لحاظ ہوتی ہیں۔

موسم سرما میں عوام کو صحت سے متعلق مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بالخصوص خواتین اور بچوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ جسمانی طور پر ان میں قوت مدافعت مردوں کی نسبت کم ہوتی ہے، اس لیے وہ بیماریوں کا شکار بھی نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔

سردیوں کے حوالے سے اگر صحت کے مسائل کو دیکھا جائے تو ملک کے تمام علاقوں میں عموماً ایک جیسی صورت حال ہے۔ سردیوں کی آمد کے ساتھ ہی موسمی بیماریاں بن بلائے مہمان کی طرح چلی آتی ہیں۔

سردیوں میں دھوپ کی کمی اور گھریلو معمولات کی وجہ سے وٹامن ڈی کی کمی انسانی جسم کے دفاعی نظام کو کمزور کر دیتی ہے اور کئی موسمی بیماریاں حملہ آور ہوتی ہیں۔

ان میں الرجی، کھانسی، زکام، گلے کا خراب ہونا، بخار، جوڑوں میں درد، ہاتھ پاؤں خاص طور پر انگلیاں ٹھنڈی ہو جانا، جِلد خشک ہوجانا، فلو کے ساتھ ساتھ دل کا دورہ، ہونٹوں پہ اور ان کے گرد چھالے پڑنا اور الٹیاں شامل ہیں۔

فلو، نزلہ، زکام، کھانسی اور بخار

موسم کے تغیر کے ساتھ ساتھ فلو، نزلہ، زکام اور بخار کے حملے اپنے عروج پر پہنچ جاتے ہیں۔ سرد علاقوں میں بسنے والا کوئی بھی فرد اس وائرل فلو سے بچ نہیں پاتا۔ کورونا کی طرح اس میں بھی قوت مدافعت کا اہم کردار ہے۔

اس وجہ سے بچوں میں صورت حال پیچیدہ ہوسکتی ہے۔ تیز تیز سانس چلنے کی علامت کے ساتھ نمونیا یا ٹی بی کی پیچیدگی ہوجاتی ہے۔ جو کہ جان لیوا بھی ہوتی ہے۔ نمونیا پوری دنیا میں پانچ سال سے کم عمر بچوں میں موت کا سبب بننے والی بیماریوں میں پہلے نمبر پر ہے۔

نظام تنفس یعنی سانس لینے کا نظام جو ناک، سانس لینے والی نالی اور پھیپھڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا کام باہر کی صاف آکسیجن پر مشتمل ہوا کو اندر لے جانا اور اندر کی نقصان دہ کاربن ڈائی آکسائیڈ والی ہوا کو باہر نکالنا ہے۔

نظام تنفس اپر ریسپائریٹری (ناک اور سانس والی نالی) اور لوئر ریسپائریٹری سسٹم (پھیپھڑے) پر مشتمل ہوتا ہے۔ الرجی، نزلہ اور زکام کی صورتحال میں عموماً نظام تنفس کا اوپر والا حصہ متاثر ہوتا ہے۔ مگر وائرل یا بیکٹیریل، انفیکشن، نمونیا، ٹی بی اور دمہ کی صورت میں مریض کے پھیپھڑے بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔ پچیس فیصد بچوں میں برونکائٹس کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

حفاظتی اقدامات

عام علامات کی صورت میں بچے کو باقی بچوں سے دور صاف اور ہوا دار کمرے میں رکھیں۔ اسے گرم کپڑے پہنائیں۔ کھانے پینے کو کچھ نہ کچھ ضرور دیں۔ اس دوران

مائیں اپنے نوزائیدہ بچوں کو چھ ماہ تک اپنا دودھ ضرور پلائیں اور چھ ماہ سے بڑے بچے کو اپنے دودھ کے ساتھ غذایت سے بھرپور ہلکی پھلکی خوراک شروع کریں۔

تیز بخار کی صورت میں نلکے کے پانی میں پٹیاں بگھو کر رکھیں ساتھ ہی پیناڈول یا بروفین کا شربت دیں۔12 سال سے کم عمر بچوں میں اسپرین یا ڈسپرین نہ دیں کیونکہ یہ جگر اور دماغ کو متاثر کر سکتے ہیں۔سردیوں میں زیادہ تر یہ وائرل ہوتا ہے۔وائرل انفیکشن میں اینٹی بائیوٹکس کا کوئی کردار نہیں۔

اگر ہدایات پر عمل کرنے سے بچے کا بخار کم نہ ہو اور سانس میں رکاوٹ بدستور قائم رہے تو پھر قریبی مرکز صحت میں بچے کا معائنہ ضروری ہے۔ساتھ ہی حفاظتی ٹیکوں کا کورس مکمل کریں۔

نمونیا سے بچاؤ کی ویکسین (PCV Pneumococcal vaccines) ایجاد ہو چکی ہے۔تاہم تیسری دنیا کے ممالک میں ابھی تک مکمل طور شروع نہیں کی گئی ہے۔ بڑے بچوں اور خواتین کے لیے اس حوالے سے شہد، کھجور اور مچھلی کا تیل نظام تنفس کے حوالے سے بہترین غذا ہیں۔

کھانسی اور چھینک کا آنا ایک نعمت بھی ہے اس سے پھیپھڑوں میں یا سانس کی نالی میں انفیکشن یا جمی ہوئی بلغم کو صاف کرنے میں مدد ملتی ہے اور یہ قوت مدافعت کا ایک بہترین نظام بھی ہے۔اس لیے باقی علامات کی غیر موجودگی میں کسی دوا کی ضرورت نہیں ہے۔

گرم پانی اور نمک کے غرارے کرنے یا پھر بھاپ لینے سے کھانسی دور ہو جاتی ہے۔البتہ انفیکشن کی صورت میں بخار بھی ہوجاتا ہے تب دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح زکام یا فلو میں جو کہ زیادہ تر وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دوائیوں کا کوئی خاص کردار نہیں۔بھاپ لینا، وٹامن سی، سوپ اور جوشاندہ وغیرہ کا استعمال کرنا چاہیے۔اس سے صورت حال ممکنہ حد تک کنٹرول کی جا سکتی ہے۔ناک میں ڈالنے والی یا بند ناک کھولنے والی دواؤں سے پرہیز کریں کیونکہ اس سے بلڈ پریشر اور خون کی نالیاں سکڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

جوڑوں کا درد

زیادہ تر لوگوں میں سردیوں میں جوڑوں میں درد اور اکڑن بڑھ جانے کی شکایت

عام ہے۔یہ وٹامن ڈی کی کمی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔

ایسے مریضوں کو زیادہ سے زیادہ گرم رکھنا چاہیے۔درد کی گولیوں کے ساتھ ساتھ، وٹامن اور کیلشیم کی گولیاں اور غذایت سے بھرپور غذا نہایت ضروری ہے۔ساتھ ہی دھوپ میں بیٹھنا بھی کسی حد تک فائدہ مند ہے مگر صبح گیارہ بجے سے شام چار کے دوران دھوپ کی شعائیں نقصان کا باعث بن سکتی ہیں اس لیے ایسے اوقات میں دھوپ میں بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

دل کا دورہ پڑنا

اکثر دیکھا گیا ہے کہ سردیوں کے موسم میں دل کا دورہ عام ہے۔اس موسم میں بلڈ پریشر زیادہ ہونے کی وجہ سے دل پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور دل کا دورہ بھی ہوسکتا ہے۔کمرے کو گرم رکھنا چاہیے۔

اس کے لیے کمرے کا اندرونی درجہ حرارت اٹھارہ ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔باہر جاتے وقت خود کو حتی الامکان گرم رکھیں۔اونی گرم ٹوپی، مفلر، اسکارف، ہاتھوں کے گرم دستانے اور موزے ضرور پہنیں۔

ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا ٹھنڈا ہونا

سرد اور برف باری والے علاقوں کے مکینوں میں یہ بیماری بہت دیکھنے میں آتی ہے۔شریانوں کے سکڑنے کی وجہ سے انگلیوں میں خون کی فراہمی بہت کم ہوجاتی ہے۔انگلیوں کی رنگت پہلے سفید، پھر نیلے اور آخر میں سرخ رنگ کی ہونے لگتی ہیں۔

ساتھ ہی شدید درد بھی محسوس ہوتا ہے۔اکثر برفانی علاقوں میں رہنے والے یا وہاں سخت ڈیوٹی کرنے والے سیکیورٹی اہل کاروں کی انگلیاں پگھل جاتی ہیں۔ساتھ ہی جلد کے نیچے موجود خون کی رگیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتی ہیں اور ہاتھوں اور پاؤں میں سرخی، خارش ، چھالے اور سوزش ہوتی ہے۔اس شکایت سے بچنے کے لئے گرم دستانے اور موزے مدد گار ثابت ہوسکتے ہیں اور ساتھ ہی تمباکو اور کیفین کا استعمال ترک کرنا چاہئے۔

ایکزیمہ اور زیروسس

سردیاں اور خشکی ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔جلد کے حوالے سے

دیکھا جائے تو سردیوں کے آتے ہی خشکی بھی پورے جوش و خروش سے گھر میں ڈھیرے ڈال لیتی ہے۔ جس میں ایڑھیاں پھٹنا، ہونٹ پھٹنا اور بالوں کے ساتھ ساتھ پورے جسم میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔

اس موسم میں جلد میں پانی کی کمی اور fatty acids کی پیداوار کم ہو جاتی ہے اور جلد خشک اور خارش زدہ ہو جاتی ہے۔ اسے ایکزیمہ کہتے ہیں جو کہ ایٹوپک بھی ہو سکتی ہے۔ ایٹوپک ایکزیمہ کو موروثی بھی کہہ سکتے ہیں۔

اگر کسی کے والدین کو یہ بیماری رہی ہو وہ بچوں میں بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ اس صورت میں جلدی علامات کے ساتھ الرجی اور دمہ کی بھی شکایت ہوتی ہے۔ سردیوں میں مرض دوبارہ ہو سکتا ہے یا پہلے سے متاثرہ مریض کی حالت بگڑ بھی سکتی ہے۔

خشکی سے بچنے کی تدابیر

1: سردیوں میں ہاتھ پاؤں دیر تک پانی میں رکھنے سے گریز کریں اس سے جلد خشک ہو جاتی ہے۔

2: خشکی سے بچنے کے لیے ایسا موئسچرائزر استعمال کریں جس میں روغن موجود ہو۔ یہ کسی حد تک قدرتی روغن کا نعم البدل ہوتی ہے۔ موئسچرائزر کا استعمال دن میں دو سے تین بار کریں۔

3: رات کو ہاتھ پاؤں اچھی طرح دھو کر ان پر کولڈ کریم یا پٹرولیم جیلی لگائیں۔ دن کو بھی پاؤں پر کریم لگا کر موزے پہن لیں۔ اگر ممکن ہو تو پورے جسم پر پٹرولیم جیلی لگائیں، یہ بہت دیر تک جلد کی نمی کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

4: دن میں زیادہ نہانے سے پرہیز کریں۔ نہانے اور ہاتھ پاؤں دھونے کے لیے ایسا صابن استعمال کریں جس میں موائسچرائزر موجود ہو۔ یا پھر تھوڑی مقدار میں روغن بادام بھی نہانے والے پانی میں ملا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت زیادہ گرم پانی سے نہانا بھی خشکی کا سبب بنتا ہے اس لیے مناسب حد تک گرم پانی سے نہائیں۔

5: جسم کی نمی کو برقرار رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً بھاپ بھی لی جائے۔

6: چہرہ دھونے کے لیے ایلوورا والے فیس واش استعمال کریں۔

7: سردیوں میں خشکی کی ایک بڑی وجہ پانی کم پینا بھی ہے۔ جس کے نتیجے میں ڈی

ہائیڈریشن ہوتی ہے۔اس لیے سردیوں میں بھی پانی زیادہ سے زیادہ پینا ضروری ہے۔پانی کو ہلکا گرم کرکے پیا جاسکتا ہے۔دیگر مشروبات جیسے کہ چائے، کافی اور مختلف قسم کے پھلوں کے تازہ جوس سے بھی یہ کمی دور کی جاسکتی ہے۔

8:جلد کی طرح سردیوں میں بال بھی خشکی کا شکار ہوتے ہیں۔اس کے لیے سردیوں میں بالوں میں کم شیمپو کریں۔ساتھ ہی بالوں کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خوراک کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے تیل استعمال کرنے چاہئیں۔جن میں ناریل ، زیتون اور بادام کا تیل اہم ہیں۔یہ سب ملا کر بھی لگا سکتے ہیں۔

9: ہونٹوں کو پھٹنے سے بچانے کیلئےان پر کولڈ کریم یا پٹرولیم جیلی لگائی جاسکتی ہے۔

10: مجموعی طور پر خشکی سے بچنے کے لیے غذا میں روغنی اجزاء والی خوراک استعمال کرنا چاہیے۔مثلاً دودھ، مچھلی، دہی، بالائی، اور پنیر وغیرہ۔

11: کچھ گھریلو ٹوٹکے بھی ہیں جن میں دودھ ، دہی، نیم کے پتے، بالائی، عرق گلاب، گلیسرین کو استعمال کرکے جسم کو خشکی سے بچایا جاسکتا ہے۔

نوٹ: ایکزیما اور زیروسس والے مریضوں میں علامت دوبارہ ظاہر ہونے یا مرض بگڑنے کی صورت میں مستند ڈاکٹر سے علاج شروع کرنا چاہیے۔

دمہ

سردیوں میں خشکی بڑھ جاتی ہے اور ہوا میں نمی کا تناسب کم ہوتا ہے۔اس وجہ سے ہوا میں زیادہ تر الرجی کرنے والی اشیاء مثلاً گرد، ہاؤس مائٹ، پولن گرین آسانی سے شامل ہوجاتی ہیں۔کھانے پینے کی اشیاء کی وجہ سے بھی الرجی ہوجاتی ہے یا پھر انفیکشن کی وجہ سے سانس کی نالیوں میں بلغم جمع ہوجاتا ہے۔

اس کے علاوہ لکڑیوں کے دھوئیں اور آلودگی کی وجہ سے بھی دمہ ہوسکتا ہے۔آج کل موسمی تغیر اور فیکٹریوں کے دھوئیں کی وجہ سے دھند کی کیفیت بھی دمے کا باعث بن سکتا ہے۔

حفاظتی اقدامات

دمہ سے بچاؤ کا بہترین علاج الرجی کرنیوالے عناصر سے مکمل پرہیز ہے۔زیادہ سردی میں گھر ہی پر رہنا چاہئے۔باہر جانا انتہائی ضروری ہو تو ماسک کا استعمال یا ناک اور منہ کو سکارف سے ڈھانپ لینا چاہئے، اس کے ساتھ دمہ کے مریض کو دوا یا پمپ کا استعمال جاری رکھنا چاہیے۔

فقہی مسائل

خواتین اساتذہ کیلئے پردہ کا حکم؟

دارالافتاء تحریک منہاج القرآن

سوال: خواتین اساتذہ کے لیے طلباء سے پردہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

میں ایک سکول میں ٹیچر ہوں، جو کلاس 1 سے میٹرک تک ہے اور اس میں مخلوط نظامِ تعلیم ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا مجھے اپنے طلبہ سے بھی پردہ کرنا چاہیے اور نقاب کر کے کلاس پڑھانی چاہیے؟ کیونکہ میٹرک کے بچے عموماً بالغ ہوتے ہیں۔ کیا ان سے پردہ لازم ہے؟ براہِ مہربانی تفصیلی راہنمائی کر دیں کیونکہ ہر دوسری لڑکی ٹیچنگ میں ہے، ایسے میں انہیں کن امور کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اور اسلامی نظامِ حیات کا تقاضا ایک پاک و صاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق و عادات کی تہذیب ہے۔ اسلام نے جاہلی رسوم و رواج اور اخلاق و عادات کو مسترد کر کے ایک مہذب معاشرے اور تہذیب کی بنیاد رکھی۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے قیام کے لئے جو پہلی تدبیر اختیار کی گئی وہ انسانی جذبات کو ہر قسم کے ہیجان سے بچانا‘ اور مرد و عورت کے اندر پائے جانے والے فطری میلانات کو اپنی جگہ باقی رکھتے ہوئے انہیں فطری انداز میں ہی محفوظ کرنا ہے۔ اس کے لیے شرم و حیاء کو بنیادی درجہ دیا گیا ہے۔ اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ، قَالَ: رَسُولُ اللهِ الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شرم وحیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(أحمد بن حنبل، المسند، 2: 442، رقم: 9708)

عاقل و بالغ خواتین پر غیر محرم مردوں سے پردہ کرنا شرعاً واجب ہے۔ اس لیے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے علاوہ سارے جسم کو چھپانا واجب ہے۔ اگر کوئی عورت شرعی پردہ نہیں کرتی تو وہ گنہگار ہو گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا. (الأحزاب، 33: 59)

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پہچان لی جائیں (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں) پھر انہیں (آوارہ باندیاں سمجھ کر غلطی سے) ایذاء نہ دی جائے، اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

اور سورہ نور میں ارشاد ہے:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب، مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمت گار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو (کم سنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں

(زمین پر اس طرح) مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے) ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ (حکمِ شریعت سے) پوشیدہ کئے ہوئے ہیں، اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح پا جاؤ۔ (النُّور، 24: 31)

درج بالا ارشاداتِ ربانی میں پردے کے واضح احکام بیان ہو رہے ہیں۔ اس لیے کم از کم شرعی پردہ کرنا ہر عورت پر لازم ہے، اگر کوئی نقاب کرتی ہے یا برقعہ اوڑھتی ہے تو یہ بلاشبہ پسندیدہ عمل ہے جس کا وہ خدا کی بارگاہ سے اجر پائے گی۔ اس کے برعکس اگر کوئی عورت شرعی پردہ بھی نہیں کرتی تو وہ خدا کے حضور جواب دہ ہے۔ اس لیے طلباء سمیت ہر غیر مرد سے پردہ کرنا فرض ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ کیجیے:

سوال: عورت کے لیے کن اعضاء چھپانا واجب ہے؟

عورت کی ملازمت کی جائز صورتیں کون سی ہیں؟

کیا غیر محرم سے دوستی جائز ہے؟

کیا لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستی جائز ہے؟ وہ والدین کو دھوکہ دیتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ڈیٹ پر جانے کی سزا کیا ہے؟ اس سے بچنے اور بچوں کو بچانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اسلام میں بغیر نکاح کئے لڑکے اور لڑکیوں میں دوستی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اگر عورتوں کو غیر محرم مردوں سے بات کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو انتہائی محتاط انداز اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو، اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (مَردوں سے حسبِ ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نِفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لچک سے محفوظ بات کرنا۔ (الاحزاب، 33: 32)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے قیامت تک آنے والی تمام عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ کسی غیر محرم مرد سے ضروری بات کرتے وقت نرم لہجہ نہ اختیار کرنا کیونکہ جب بھی عورت غیر مرد سے نرم لہجہ اپناتی ہے یا لچک دکھاتی ہے تو بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه و آله وسلم قَالَ لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ قَالَ وَمِنِّي وَلَكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن عورتوں کے خاوند موجود نہ ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے لیے بھی ایسا ہی ہے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں میرے لیے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی اور وہ (میرا ہمزاد) مسلمان ہوگیا۔
(أحمد بن حنبل، المسند، 3: 309، رقم: 14364، مؤسسة قرطبة مصر)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تنہا عورت (نامحرم) کے پاس جانے سے پرہیز کرو۔ انصار سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔ (بخاري، الصحيح، 5: 2005، رقم: 4934، دار ابن كثير اليمامة بيروت)

یہاں صرف دیور نہیں بلکہ تمام غیر محرم رشتے مثلاً جیٹھ، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد وغیرہ سب شامل ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تنہائی میں کوئی شخص کسی عورت کے پاس نہ جائے مگر اس کے ذی محرم کے ساتھ تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ! میری بیوی حج کرنے جارہی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے۔ فرمایا کہ غزوہ میں نہ جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔
(بخاري، الصحيح، 5: 2005، رقم: 4935)

لہٰذا بغیر نکاح کے لڑکوں اور لڑکیوں کا والدین سے چھپ کر ملاقاتیں کرنا حرام عمل ہے۔ کیونکہ یہی ملاقاتیں زنا کا سبب بنتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے زنا کے سدّباب کے لیے اس طرح کے تمام راستوں کو روکا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا.

اور تم زنا (بدکاری) کے قریب بھی مت جانا بیشک یہ بے حیائی کا کام ہے، اور بہت ہی بری راہ ہے۔ (بَنِيْ إِسْرَآءِيْل، 17: 32)

اپنے سوال کے دوسرے حصے میں آپ نے ملاقات کی سزا کے بارے میں دریافت کیا ہے، ہماری نظر میں اس کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت یہ ہے کہ ملاقات پر کوئی حد تو لاگو نہیں ہوتی، تاہم عدالت یا ریاست تعزیراً کوئی سزا دے سکتی ہے۔ یہ عدالت کی صوابدید ہے کہ جتنی مناسب سمجھے سزا تجویز کر سکتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر لڑکا اور لڑکی زنا کے مرتکب ہو جائیں اور وہ اس کا اعتراف کر لیں یا چار گواہ ان کے جرم کی شہادت دیں تو ان کو حداً زنا کی سزا دی جائے گی۔ زنا کی حد غیر شادی شدہ کے لیے سو (100) کوڑے اور شادی شدہ کے لیے سنگساری کی سزا ہے۔ یہ سزا ریاست اور ریاستی ادارے جاری کریں گے، کوئی فردِ واحد اپنے طور پر حد لاگو نہیں کر سکتا۔

بے راہ روی اور ایسے مسائل سے بچوں اور بچیوں کو بچانے کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کی شادی وقت پر کر دیں تاکہ وہ جائز رشتوں میں منسلک ہو کر ایسی برائیوں سے بچ سکیں۔

سوال: کیا غیر محرم رشتہ داروں کو تحائف دینا جائز ہے؟

میرا آپ سے ایک سوال ہے کہ کیا کوئی شخص اپنی کسی نامحرم رشتہ دار مثلاً چچا زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد کو کوئی تحفہ یا عیدی دے سکتا ہے؟ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسے روکنا چاہیے یا نہیں؟ نیز ان نامحرم رشتوں کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا، گپ شپ لگانا اور ہنسنا ہنسانا کیسا ہے؟

جواب: تحائف لینے اور دینے کے حوالے سے حدیث مبارکہ ہے:

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے کو تحائف (gifts) دیا کرو۔ اور ایک دوسرے سے محبت کیا کرو۔“ (ابو یعلی، المسند، 11: 9، رقم: 6148، دار المامون للتراث، دمشق)

لہٰذا تمام اعزاء واقارب اور دوستوں کو تحفہ دے سکتے ہیں خواہ عیدی ہو یا کسی اور صورت میں، لیکن نیت وارادہ درست ہونا چاہیے۔ اس کے پیچھے کوئی غلط مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کوئی اس بہانے سے غلط حرکات کرے تو اُسے ضرور روکنا چاہیے۔

غیر محرم رشتوں سے بات چیت کرنے کے بارے میں قرآن وحدیث کی تعلیمات درج ذیل ہیں:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَـلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

”اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو، اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (مردوں سے حسبِ ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نِفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لچک سے محفوظ بات کرنا۔“ (الاحزاب، 33: 32)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے قیامت تک آنے والی تمام عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ کسی غیر محرم مرد سے ضروری بات کرتے وقت نرم لہجہ نہ اختیار کرنا کیونکہ جب بھی عورت غیر مرد سے نرم لہجہ اپناتی ہے یا لچک دکھاتی ہے تو بہت سی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔احادیث مبارکہ میں ہے:

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن عورتوں کے خاوند موجود نہ ہوں ان کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے لیے بھی ایسا ہی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں میرے لیے بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی اور وہ (میرا ہمزاد) مسلمان ہو گیا۔“ (احمد بن حنبل، المسند، 3: 309، رقم: 14364، موسسۃ قرطبۃ مصر)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تنہا (نامحرم) عورت کے پاس جانے سے پرہیز کرو۔ انصار سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔“ (مسلم، الصحیح، 4: 1711، رقم: 2172، دار احیاء التراث العربي بیروت)

یہاں صرف دیور نہیں بلکہ تمام غیر محرم رشتے مثلاً جیٹھ، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد وغیرہ سب شامل ہیں۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تنہائی میں کوئی شخص کسی عورت کے پاس نہ جائے مگر اس کے ذی محرم کے ساتھ تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ! میری بیوی حج کرنے جارہی ہے اور میرا نام فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے۔ فرمایا کہ غزوہ میں نہ جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔“

(بخاري، الصحیح، 5: 2005، رقم: 4935)

مذکورہ بالا تصریحات کی رو سے غیر محرم رشتوں کے ساتھ فضول گپ شپ کرنا ممنوع ہے، لیکن ضروری بات چیت کرنا، حال احوال پوچھنا، اور والدین یا محرم رشتہ داروں کی موجودگی میں تحائف لینا دینا جائز ہے۔ تاہم تنہائی میں غیر محرم خواتین وافراد کو اکٹھا ہونا خطرے سے خالی نہیں۔ اس کی وضاحت قرآن وحدیث کی روشنی میں کردی گئی ہے۔

معمارِ جہان ہم ہیں

ہمارے ساتھ جو چلیں گے ہمسفر بن کر
دمک اٹھیں گے وہ ذرات بھی گوہر بن کر
جدھر بھی آنکھ اٹھاو چراغ روشن ہیں
یہ کون آیا ہے بستی میں دیدہ ور بن کر

نئے افق کے اجالے ہماری کھوج میں ہیں
جہان تازہ کی تسخیر کی خبر بن کر
ہمارا راستہ قرآن کا راستہ ہے انیس
دلوں میں اترے گی یہ آواز اثر بن کر

کہاں تک یہ اندھیروں کا راج رہنا ہے
فصیل شب پر ابھر آئے ہم سحر بن کر
جس کی فکر نے مجھکو سحر نصیب کیا
سدا جیے وہ زمانے میں رہبر بن کر

یہی دعا ہے فقط سائبان کے مالک سے
یہ سائبان سلامت رہے شجر بن کر

GLOBAL TRADE Opportunities and Challenges Explored

Hadia Saqib Hashmi
Research Associate, ICRIE

Introduction

International trade has evolved into a complex and powerful force, impacting our lives in ways both seen and unseen. From the products on our shelves to the job opportunities available in different countries, trade is deeply intertwined with the global economy. It allows countries to specialize in producing certain goods and access items that may not be available locally. But with these advantages come significant challenges that can influence the economy, culture, and environment of each participating country.

This article explores the multifaceted benefits and drawbacks of international trade, with a special emphasis on the unique experiences of Muslim-majority countries, including Pakistan. By examining the impacts, challenges, and future directions of international trade, we can gain a more nuanced understanding of its role in today's interconnected world.

Understanding International Trade

International trade is the exchange of goods, services, and technology across national boundaries. It allows countries to sell what they produce efficiently and buy what they cannot produce as easily. This system is founded on the economic principle of comparative advantage, where each country specializes in the products it can create most efficiently, resulting in an overall more productive global economy.

Historically, trade has been integral to the progress of civilizations. The Silk Road, for instance, connected the East and West, facilitating not only the exchange of goods like silk, spices, and precious stones but also ideas, religions, and cultures. Today, trade has evolved significantly, with advanced technology, digital marketplaces, and complex logistics networks enabling the seamless movement of goods and services across continents.

As we dive into the benefits and drawbacks of international trade, it's essential to consider its influence on everyday life, as well as on national and global economies.

Benefits of International Trade

International trade offers numerous advantages, ranging from economic growth to cultural exchange, and plays a vital role in the prosperity of both developed and developing nations. Here are some of the primary benefits:

1. Access to a Broader Range of Products

One of the most visible benefits of international trade is the wide variety of goods it brings to consumers. Through trade, people in any given country can enjoy products that may not be available locally due to factors like climate, natural resources, or technology. For instance, coffee grown in Brazil, electronics manufactured in

Japan, and wines produced in France are all available globally thanks to trade.

The availability of diverse products enriches consumers' lives by offering them a broader range of choices and exposing them to new cultures. According to the World Trade Organization (WTO), the global trade volume in goods reached an impressive $22 trillion in 2021, reflecting the demand for products from various regions around the world. The diversity enabled by trade goes beyond mere consumer choice—it fosters an environment of shared experiences and understanding between cultures, benefiting both consumers and producers worldwide.

2. Economic Growth and Job Creation

Trade plays a significant role in driving economic growth by allowing countries to expand their markets beyond domestic borders. When countries export goods, they generate revenue that contributes to their Gross Domestic Product (GDP) and spurs further development. The revenue from exports also enables governments to invest in critical sectors such as healthcare, education, and infrastructure, improving the quality of life for citizens.

Furthermore, trade creates job opportunities across various sectors, from manufacturing and agriculture to services and technology. This has been particularly beneficial for developing countries, where job creation in export industries can help reduce poverty and support social stability. According to the World Bank, international trade accounts for approximately 60% of the world's GDP, underscoring its importance as a global economic driver.

China's remarkable economic growth serves as a prime example of trade's potential. Through its manufacturing and export-focused economy, China has become one of the world's largest economies, lifting millions out of poverty and creating a thriving middle class. For many Muslim-majority countries, such as Saudi Arabia and the UAE, oil exports have been a critical source of economic growth,

providing revenue for public services, infrastructure, and social programs that improve the lives of citizens.

3. Competitive Prices and Enhanced Product Quality

International trade promotes competition, leading to better quality and lower prices for consumers. When domestic businesses face competition from foreign companies, they are often compelled to improve their products and reduce prices to retain market share. This is especially true in industries where technological advancements drive consumer expectations, such as electronics and automotive manufacturing.

For example, the competition among electronic manufacturers in South Korea, Japan, and China has made high-quality devices such as smartphones, laptops, and home appliances more accessible and affordable worldwide. Studies show that import competition can reduce product prices in domestic markets by as much as 10–30%, making essentials and luxury goods alike more affordable for consumers. This access to affordable, high-quality products has a positive effect on living standards and allows consumers to enjoy the benefits of technological progress.

4. Access to Advanced Technology and Innovation

International trade is a key channel for the transfer of technology and innovation across borders. Through imports, countries can access advanced technology that may not be available domestically, improving efficiency in various sectors. This technological exchange is especially beneficial for developing countries that may lack the resources or expertise to develop such technology independently.

For instance, many countries have been able to modernize their healthcare systems by importing diagnostic tools, treatments, and medical equipment from more technologically advanced nations. In agriculture, imported machinery, irrigation systems, and high-yield seeds have allowed farmers in developing countries to increase crop yields, reduce labor costs, and address food security challenges. The

cross-border sharing of technology thus helps foster innovation, build capacity, and promote sustainable development in sectors that are vital to economic progress and quality of life.

5. Diplomatic and Peace-Building Effects

Trade encourages peaceful relations between countries by fostering economic interdependence. When nations depend on each other for resources, goods, and services, they are incentivized to maintain peaceful relations to protect these economic interests. This concept, known as the "commercial peace theory," suggests that trade promotes diplomatic solutions to conflicts, reducing the likelihood of wars or economic sanctions.

A strong example of this can be seen in the European Union, where member states have strong economic ties and a history of collaboration that has contributed to regional peace and stability. While trade alone does not prevent conflict, the shared economic interests it creates can help ease tensions and promote cooperation between nations. By reducing the risk of conflict, trade can thus contribute to a more stable and interconnected world.

Drawbacks of International Trade

Despite its many advantages, international trade presents challenges that affect countries differently. Here are some of the most notable drawbacks associated with global trade:

1. Economic Vulnerability Due to Dependence on Foreign Markets

Countries that rely heavily on foreign trade, especially for essential goods, can become vulnerable to global economic fluctuations and political tensions. For instance, if a country is overly dependent on imports for basic goods like food or energy, it can face severe shortages or price hikes in the event of a trade disruption.

The COVID-19 pandemic highlighted the fragility of global supply chains, causing delays and shortages in essential goods, including medical supplies and electronics. Oil-dependent countries, such as those in the Middle East, face similar vulnerabilities when global oil prices drop, impacting their revenue and potentially destabilizing their economies. This dependency underscores the importance of balancing trade with local production capabilities to ensure economic stability and resilience.

2. Negative Impact on Domestic Industries and Employment

While trade creates jobs, it can also lead to job losses in domestic industries that struggle to compete with cheaper imported goods. When a country imports products at a lower cost than it can produce domestically, local industries may suffer, leading to layoffs and even factory closures. This effect is particularly visible in industries like textiles, agriculture, and manufacturing, where low-cost imports can easily replace local products.

In the United States, for instance, the textile industry experienced significant job losses as production shifted to countries with lower labor costs, such as China, Vietnam, and Bangladesh. Similarly, Pakistan's textile sector, which is crucial to its economy, faces competition from other low-cost textile exporters, including Bangladesh and India. For communities that depend on these industries, the impact of international trade can lead to economic hardships, as well as the need for retraining and employment support programs.

3. Environmental Degradation and Resource Depletion

The environmental impact of trade is a growing concern, as transporting goods across long distances involves significant fuel use, contributing to greenhouse gas emissions and pollution. The International Maritime Organization (IMO) estimates that global shipping, which supports much of international trade, emitted about

940 million tons of CO_2 in 2021, accounting for nearly 3% of global emissions.

Additionally, international trade can strain natural resources in exporting countries, especially where environmental regulations are less stringent. For example, palm oil production in Indonesia and Malaysia has contributed to deforestation, affecting biodiversity and increasing carbon emissions. The environmental toll of trade highlights the importance of sustainable practices and the role of government regulations in protecting natural resources.

4. Cultural Erosion and the Impact on Local Identity

While trade promotes cultural exchange, it can also lead to the erosion of traditional customs and values. When foreign products and media dominate local markets, they may overshadow traditional goods and practices, leading to a loss of cultural identity. This is especially visible in sectors like food, entertainment, and fashion, where global brands often displace local businesses.

In Muslim-majority countries, for instance, the proliferation of Western fast-food chains has influenced local diets and lifestyles, often at the expense of traditional cuisine and eating habits. While exposure to foreign cultures can be enriching, the dominance of certain products and brands can weaken local identities, leading to concerns about the long-term impact on cultural diversity.

5. Unequal Distribution of Trade Benefits

The benefits of international trade are not always shared equally, with large multinational corporations and wealthy nations often reaping the most rewards. Small-scale producers in developing countries may struggle to compete with more established global players, and income disparities can widen within countries and across borders. According to the International Labour Organization (ILO), low-wage workers and small farmers often see limited gains from trade, as they are frequently at a disadvantage in global markets.

In many cases, trade policies and agreements favor larger economies, which have greater negotiating power, over smaller or developing countries. This unequal distribution of benefits highlights the need for fair trade policies that protect vulnerable populations and support inclusive economic growth.

International Trade in Muslim-Majority Countries

Muslim-majority countries play a significant role in global trade, with economies that are as diverse as their cultural landscapes. These countries span regions like the Middle East, North Africa, and Southeast Asia, contributing to the global market through natural resources, manufactured goods, and services. However, the trade experiences of these countries are shaped by unique cultural, economic, and political factors that create both opportunities and challenges.

Economic Diversification and Trade in the Gulf

For many countries in the Gulf, such as Saudi Arabia, Kuwait, and the UAE, oil exports have historically driven economic growth. While this reliance on oil has brought significant wealth, it has also made these economies vulnerable to fluctuations in oil prices. In response, Gulf countries are working to diversify their economies through initiatives like Saudi Arabia's Vision 2030, which promotes sectors like tourism, finance, and technology.

In Southeast Asia, countries like Malaysia and Indonesia have tapped into the growing demand for halal-certified products. These products, which meet Islamic dietary and ethical standards, appeal not only to Muslim consumers but also to a broader audience interested in health and ethical products. The global halal market is estimated to be worth over $2 trillion, offering Muslim-majority countries a unique trade opportunity that aligns with cultural values and global demand.

Regional Trade Partnerships

Muslim-majority countries are members of several regional trade organizations that promote economic cooperation, including the Organization of Islamic Cooperation (OIC) and the Economic Cooperation Organization (ECO). These partnerships aim to reduce trade barriers, enhance market access, and support economic growth through collaborative trade initiatives. However, challenges such as political differences and varying levels of economic development among member states can limit the effectiveness of these partnerships.

For example, while the ECO works to strengthen trade in Central and South Asia, it faces obstacles like infrastructure gaps and regulatory disparities that hinder regional integration. Strengthening these partnerships could help Muslim-majority countries reduce their reliance on Western markets and build resilience to global economic shifts.

Case Study: Pakistan's Role in International Trade

Pakistan offers an insightful case study into the challenges and opportunities of international trade in a developing, Muslim-majority country. With a strategic location, Pakistan has significant trade potential, but it also faces obstacles that affect its ability to compete globally.

1. Textile Industry as a Major Export Sector

The textile industry is vital to Pakistan's economy, accounting for approximately 60% of its exports and providing jobs for millions. With a competitive advantage in cotton production, Pakistan supplies fabrics and garments to regions like Europe, North America, and the Middle East. However, the industry faces stiff competition from countries like Bangladesh and Vietnam, which often have lower production costs and more efficient supply chains.

To strengthen its textile sector, Pakistan needs to invest in modernizing production facilities, improving energy supply, and addressing labor concerns. By enhancing its competitiveness, Pakistan can better position itself in the global market, supporting economic growth and job creation.

2. The China-Pakistan Economic Corridor (CPEC)

The China-Pakistan Economic Corridor (CPEC), part of China's Belt and Road Initiative (BRI), aims to improve Pakistan's trade infrastructure and connectivity with regional markets. Through investments in roads, ports, and energy projects, CPEC seeks to transform Pakistan into a regional trade hub and strengthen its trade ties with China and other Central Asian countries.

CPEC has the potential to enhance Pakistan's role in international trade significantly, but its success will depend on managing challenges related to debt, local job creation, and environmental sustainability.

Future Directions: Sustainability and Digital Trade

As Muslim-majority countries look to the future, sustainable trade practices and digital trade expansion offer promising avenues for growth.

1. Embracing Sustainable Trade

The environmental impact of trade is a major concern, and many countries are adopting green trade policies to promote eco-friendly practices. For example, Malaysia and Indonesia are working to make palm oil production more sustainable, reducing deforestation and protecting biodiversity to maintain market access.

Sustainable trade practices are essential for maintaining the competitiveness of Muslim-majority countries as consumers and organizations globally prioritize sustainability.

2. Digital Trade and E-Commerce

Digital trade is transforming traditional business practices and allowing small businesses to access global markets. E-commerce platforms like Amazon and Alibaba enable small businesses in countries like Pakistan and Turkey to reach international customers, generating new revenue streams and promoting innovation.

Investment in digital infrastructure and policies that support online trade can foster economic growth, especially in rural and underserved areas, positioning Muslim-majority countries to benefit from the global digital economy.

Conclusion

International trade has brought significant benefits to countries worldwide, fueling economic growth, enhancing product variety, and fostering cultural exchange. For Muslim-majority countries and Pakistan, trade has been a vital driver of economic development, supporting key industries, creating jobs, and improving living standards.

However, challenges like economic dependency, environmental impact, and cultural shifts illustrate the complexities of international trade. As these countries look toward the future, prioritizing sustainable practices, regional cooperation, and digital trade will be essential to achieving balanced growth. By navigating these dynamics, Muslim-majority countries can maximize the benefits of trade while promoting resilience, inclusivity, and long-term prosperity.

تحریکِ منہاج القرآن بھمبر و جملہ فورمز کے زیرِ اہتمام سیرت النبی ﷺ کانفرنس کا انعقاد،
خصوصی خطاب پروفیسر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل) خواتین کی بڑی تعداد میں شرکت

The Executive Team of Minhaj-ul-Quran Women League (MWL) Pakistan held an exclusive meeting with Dr. Ghazala Qadri, President of MWL International, to discuss key organizational developments & finalize preparations for the much-anticipated **Al-Tarbiyah Camp 2024**

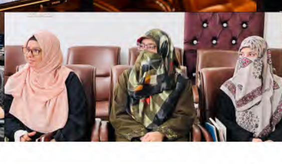

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
DEC-2024
LAHORE
Regd CPL No.45

”ایک شخص کے دل کا نور بہت سے لوگوں کے دلوں کی ظلمت مٹاتا ہے جبکہ جس شخص کا دل تاریک ہو اس کی صحبت سے دوسروں کا دل بھی تاریک ہوتا ہے۔“

“The light of a person's heart removes the darkness of many people's hearts while the company of a person whose heart is dark also makes the hearts of others dark.”

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری